پیغمبرؐ کی سیرت و شخصیت پر مغربی نظریات اور اس کی تردید

مؤلفین: سید محمد موسوی مقدم[۱]
سید رضا مؤدب[۲]
مترجم: سید اطہر عباس

مقدّمہ

پیغمبر اسلام ﷺ کی شخصیت اور سیرت کے تعلق سے مستشرقین کی تحقیقات اور ان کے افکار و نظریات کے بارے میں تحقیق، کافی پہلے سے مسلمان علماء اور دانشوروں کی توجہ کا مرکز رہی ہے اور اس وقت بھی مستشرقین کے آخری نظریات وخیالات بالخصوص نظریۂ "شکاکیت نو" [جدید] کا مطالعہ اور اس کی تحقیق و تحلیل کا شمار عصر حاضر کی تحقیقاتی اولویت میں ہوتا ہے اور اس بات کو بعض ہم عصر مغربی دانشوروں نے ذکر کیا ہے اور اگر یہ تحقیق و تحلیل انجام نہ پاتی تو بہت ممکن ہے ان کے افکار و نظریات مسلمانوں کے درمیان انحرافی افکار کی نشر و اشاعت کا باعث ہوتے اور پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین اور ہتک حرمت کا پیش خیمہ ثابت ہوتے۔ لہٰذا قابل ذکر ہے کہ آخری صدیوں میں پیغمبر اکرم ﷺ کی شخصیت اور سیرت کے حوالے سے مغربی محققین اور مستشرقین کے مطالعات نے دو جداگانہ راہیں طے کی ہیں: ۱۔ "روایتی" (Traditional) یا "خوش بین" (Sanguine) نقطۂ نظر ۲۔ "تجدید نظر طلب" نقطۂ نظر (Revisionist) یا شکّاک (Sceptics) نقطۂ نظر۔ صحیح نظریہ کی تحقیق اور چھان بین کے لئے پہلے مندرجہ بالا تمام نقطہ ہائے نظر کو تجزیہ و تحلیل کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا اور اس کے بعد اس سے مربوط اہم تنقیدیں کی جائیں گی۔

۱۔ معاون استاد دانشگاہ تہران پردیس قم
SM.MMAQADDAM@UT.AC.IR
۲۔ ناظر علمی۔استاد دانشگاہ قم
MOADAB-R113@yahoo.com

ا۔ روایتی (Traditional) یا خوش بین (Sanguine) نقطۂ نظر

روایتی یا خوش بین نقطۂ نظر کے حامل علماء حضرات وہ ہیں جو حضرت محمد صلی ﷺ کی زندگی سے متعلق اس حقیقت کے باوجود کہ سیرت پیغمبر ﷺ کے روائی منابع مرحلۂ نقل میں تغیرات سے دوچار ہوئے ہیں، روائی منابع کے لئے تاریخی اہمیت کے قائل ہیں۔ ایک جملے میں عرض کروں کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی روائی سیرت کے اہم ترین اور بنیادی حوادث و واقعات کو تاریخی لحاظ سے صحیح جانتے ہیں۔[۱] روایتی نقطۂ نظر کے طرفدار جہاں ایک طرف اپنی تحقیق کے دائرے کو مسلمانوں کے مکتوبات (Literature) تک محدود کرتے ہیں وہیں دوسری طرف ان منابع کی تحقیق اپنے مبانی اور اپنی عرف دانش تحقیقی مولانا کے مطابق کرتے ہیں۔[۲]

شایان ذکر ہے کہ روایتی نطقۂ نظر کے حامل افراد کی توجہ اس مسئلہ پر مرکوز نہیں تھی کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں کے منابع اس شعبے میں پیغمبر ﷺ کی رحلت کے دو سو یا تین سو برس بعد تدوین ہوئے ہیں؛ کیونکہ یہ تمام آثار ان روایات اور سلسلۂ اسناد پر مشتمل تھے جن کے مؤلفین کا سلسلہ پیغمبر کے دورِ حیات سے جاکر ملتا ہے اور غالباً صدر اسلام کے کسی ایسے شخص پر جاکر منتہی ہوتا ہے جو شاہد ماجرا تھا۔ مغربی سیرت نگار بخوبی جانتے تھے کہ ان روایات کے درمیان جن میں کبھی تناقض بھی پایا جاتا ہے، جعل و اغراق کی نشانیاں اور طرح طرح فرقہ وارانہ اور مذہبی تعصّبات موجود ہیں، لیکن یہ یقین تھا کہ ایک نقّاد اور تیز بین ذہن آخر کار یہ جان جائے گا کہ صدر اسلام کے تمام حوادث و واقعات میں آخر کیا ہوا ہے اور حقیقت ماجرا کیا ہے؟۔[۳]

سنتی اور روایتی مکتب، اسلامی علماء کی طرح تعیینِ اعتبارِ اسناد پر بہت زیادہ توجہ مبذول کرتا ہے؛ لیکن اسناد کے تنقیدی جائزہ سے یہ بات بہت جلد معلوم ہو جاتی ہے کہ تاریخی حوادث و واقعات کو اعتبار بخشنے کے لئے ان

1.Gregor schoeler , the biography of mohammad nature and authenticity translated by uwe vagelpohl edited by james e . Montgomery .routledge 2011,p.9

ہمیں یہ بات ملحوظ خاطر رکھنی چاہئے کہ ''خوش بین اور روایتی'' کا لیبل ان کے ناقدین کا وضع کردہ تھا یہ طبقہ بندی دانشوروں کا دین نہیں ہے؛ لہٰذا یہ لیبل شائستہ اور مناسب نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو کہ ارنسٹ برنہایم (Ernst Bernheim ۱۸۵۰۔۱۹۴۲م) اپنے شکاکین کو خوش بین کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور شکاکین جدید روایتی افراد کو خوش بین کہتے تھے۔ (Uri Rubin,The Biograpky of Mohammad,Nature and Authenticity,p,9,fn 108)

۲۔ ی کورن وی۔ دنوو، ''اسلامی مطالعات کے لئے اصولی طریقہ کار'' ترجمہ شادی نفیسی۔ آئینہ تحقیق، ۱۱۴، ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ (۱۳۸۷)

۳۔ رک: کریمی نیا، مرتضی (مدون و مصحح)۔ مغرب میں سیرت کی تحقیق؛ منتخب متون و منابع: تہران: مجمع جہانی تقریب مذاہب اسلامی، ص ۱۴، ۱۳۸۶

پر اعتماد اور تکیہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔[۱]

مجموعی طور پر سنتی اور روایتی نقطۂ نظر کے پیشواؤں کی فہرست میں نبیہ عبود (Nabia Abbott/۱۸۹۷ء)، ولیم مونٹومگری واٹ (Milliam Montgomery Watt/ متولد ۱۹۰۹-۲۰۰۶ء) اور فؤاٹ سزگین (Fuat Sezgin/ متولد ۱۹۲۴ء) کو شمار کیا جاسکتا ہے۔[۲]

آخری دہائیوں میں خوتیر ینبل (G .H. A. Juynboll/۱۹۳۵-۲۰۱۰ء)، فرڈمک گروڈونر (Fred McGraw Donner/ متولد ۱۹۴۵ء)، ہارالڈ موٹزکی (Harald Motzki/ متولد ۱۹۴۷ء)، مارکو شولر (Scholler Markco/ متولد ۱۹۶۸ء) گرگور شوئلر (Gregor Scheler)، روبرٹ جی ہویلنڈ (RAOBERT G. Hoyland) اور کرسٹوفر اِف روبنسن (Christopher F.Robonson.) جیسوں کی کتابوں کی تالیف اور "روایتی" اور "تجدید نظر طلب" ان دو نظریوں کی تلفیق و تصحیح کے نتیجے میں سیرت سے متعلق مغربی تحقیق میں اسلام شناسی اور سیرت نگاری کی تحقیق کے باب میں بہت سارے تنقیدی کام ہوئے ہیں۔

۲۔ "تجدید نظر طلب" (Revisionist) یا "شکاک" (Sceptic) نقطۂ نظر

"تجدید نظر طلب" یا "شکاک" نظریہ کے قائل افراد کی اکثریت جہاں ایک طرف مسلمانوں کے مکتوبات کی روش ہائے نقد منبع (Cricical-Source) [۲] کے مبنیٰ پر تحلیل کرتی ہے وہیں دوسری طرف ظہور اسلام کے دور کے معاصر غیر عرب مکتوبات [جو موضوع سے مرتبط ہوں] نیز اس دور کے باقیماندہ مادّی باقیات جیسے

۱۔ ی، کورن و ی۔ د۔ نوو، "اسلامی مطالعات کے لئے اصولی طریقہ کار"، ص ۵۷۶۔

5. Gregor SCHOELER .THE BIRGRAPHY OF MOHAMMAD ,NATURE AND AUTHENTICITY p

روایتی طریقہ کار کے معتقدین درج ذیل ہیں:

فرانتس یوھل (Frants Buhl, AD 1850-1932) ھوبرت گریمہ (HUBERT GRIMME/ ۱۸۶۴-۱۹۴۲ء) تور آندرائہ (TOR ANDRAE/ ۱۸۸۵-۱۹۴۷ء) آلفرد گیوم (ALFRED GULLAUME/ ۱۸۸۸-۱۹۶۶ء) آرتور جفری (ARTHUR JEFFERY ۱۸۹۲-۱۹۵۹ء) یوھان فوک (JOHANN FUCK متولد ۱۸۹۴ء) رودی پارت (RUDI PARET/ ۱۹۰۱-۱۹۸۳ء) روبرت برترام سرجینت (ROBERT BERTRAM SERJEANT / ۱۹۱۵-۱۹۹۳ء) ماکسیم رودنسون (MAXIME RODINSON / ۱۹۱۵-۲۰۰۴ء) مارسدن جونز (J.M.B. JONES / ۱۹۲۰-۱۹۹۲ء) آنہ ماری شیمل (ANNEMARIE SCHIMMEL / ۱۹۲۲-۲۰۰۳ء) و معاصران از آن ھایوزف گورویتس (JOSEPH HOROVITZ ۱۹۲۶ء) رودلف زلھایم (RUDOLF SELLHEIM / ۱۹۲۸) کارل ارنست (CARL W . ERNST /۱۹۵۰ء) اورسولا سزگین (URSULA SEZGIN ۱۹۷۰ء) مناخیم ی قسطر (MENACHEM J . KISTER) مایکل لکر (Michael lLicker/ ۱۹۸۲ء) گئورک اشتاوت (GEORG STAUTH) رایف گرور گزخوری (RAIF GEORGES KHOURY) جی فون اشتولپ ناگل (J. VON STULPNAGEL) وپی جنسن (JENSEN) (SEE IBID . P. 11)

آثار قدیمہ کی دریافت ،کتبہ شناسی اور سکہ شناسی کو [کہ جن پر معمولا روایتی مکتب میں بحث ومباحثہ نہیں ہوتا] اپنے نظریات کے اثبات کے لئے شاہد اور قرینہ کے عنوان سے ملحوظ نظر رکھتی ہے۔یہ طریقہ کار ،روش سے قطع نظر اس کے نتائج کو دیکھتے ہوئے ''تجدید نظر طلب ''کے نام سے موسوم ہوا۔[۱] ''تجدید نظر طلب'' مدعی ہیں کہ تاریخ صدر اسلام کے بارے میں ان کے اکثر منابع ومآخذ صرف بعد کے نظریات اور دغدغوں کی نشان دہی کرتے ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی روایت پر مبنی بنیادی یا تمام سوانح حیات کو جعلی اور من گھڑت مانتے ہیں۔[۲]

''تجدید نظر طلب'' مؤلفین کے مختلف آثار معمولا حوادث صدر اسلام کی گزارش پیش کرنے کے حوالے سے متعارض ہیں ؛لیکن وہ سب شناختی روش کے مبانی اوّلیہ کے ایک مجموعہ میں اتفاق نظر رکھتے ہیں جو کلی طور پر روایتی نقطۂ نظر کے طرفداروں کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے؛ باوجودیکہ یہ تمام تحقیقات نتائج میں متضاد ہیں لیکن صرف مسلمانوں کی لکھی ہوئی کتابوں سے مآخوذ حقائق پر مبتنی گزارشات کو تاریخی لحاظ سے معتبر نہ ماننے میں ہم عقیدہ ہیں۔اس طرح سے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ تحریک ''تجدید نظر طلب'' کو واقعی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا ؛لیکن'' تجدید نظر طلب'' نقطہ نظر کے مخالفین عام طور پر قابل استفادہ روش کے بر خلاف تاریخ صدر اسلام کے مسائل پر حملہ کرنے میں ہمیشہ اس چیز سے جو اہل مغرب کی آلہ کار تنظیم کا حصہ ہو یا اس کے لائق استفادہ شواہد کے خلاف ہو ،استدلال نہیں کرتے ہیں؛ بلکہ سابقہ اسباب و علل کی بناء پر صرف اس کے نتائج کی نفی میں کوشاں رہتے ہیں۔''روایتی'' نقطۂ نظر والے ''تجدید نظر طلب''والوں کے آثار کو بآسانی نظر انداز کردیتے ہیں یا ایک مأخذ پر تنقیدی تحقیق کے اعتبار کو ضدّ اسلام کا لیبل لگا کر مخدوش کردیتے ہیں اور ان مکتوبات کے مبانی اولیہ،ان کے اسالیب اور ان میں پیش کردہ نتائج کو سمجھنے کی بالکل بھی کوشش نہیں کرتے۔[۳] بنابراین،روایتی اور ''تجدید نظر طلب'' یہ دونوں نظریے زیادہ تر دو متوازی خطوط کی صورت

۱۔سابق حوالہ،۵۶۹

۲۔پیغمبر اسلامؐ کی سیرت اور شخصیت کے بارے میں ''تجدید نظر طلب'' گروہ کے آراء و نظریات کی تنقید و تحقیق مقالہ کے آخر میں انجام پائی ہے۔

Ibid.p.9.

۳۔ی۔کورن وی۔د۔نوو''اسلامی مطالعات کا اصول طریقۂ کار'' ص۵۶۹ منقول از : E' g'Serjeant*[Review o]Wansbrough,Quranic Studies,*J'Royal As,Soc,1978,p76-78'

میں نظر آتے ہیں جو کبھی آپس میں ملتے نہیں ہیں۔ "تجدید نظر طلب" نوعا "روایتی" طبقے کی تاریخی تحقیقات کو نامعتبر اور نادرست سمجھتے ہیں اور روایتی طبقہ بھی "تجدید نظر طلب" گروہ کے نظریات اور نتائج کو کلی طور پر مسترد کرتا ہے۔[۱]

"تجدید نظر طلب" گروہ کے بعض پیشوا اور طرفدار مندرجہ ذیل ہیں: اگناز گولڈزیہر(Ignaz Goldziher/۱۸۵۰-۱۹۲۱ء) ہنری لامنس(Henri Lammens/۱۸۶۲-۱۹۳۷ء) ، لئونہ کائٹانی (Leone Caetani/۱۸۶۹-۱۹۳۵ء)، یوزف شاخت (joseph Schacht/۱۹۰۲ء- ۱۹۶۸ء)، جان ونزبرو(john Wansbrough/۱۹۲۸-۲۰۰۲ء)، مائیکل کوک(Michael Cook متولد ۱۹۴۰ء)،اور پاٹریشا کرونہ(patricia Crone/ متولد ۱۹۴۵ء)۔ ان مذکورہ افراد میں سے ہر ایک پیغمبر اسلامؐ کی رسالت کی نفی یا ان کے خود ساختہ ہونے پر تاکید واصرار کرتا ہے۔

۲/۱۔ "تجدید نظر طلب" کی روش شناسائی کے مبانی اور ان کی تحقیق

"تجدید نظر طلب" گروہ کی شناخت کے لئے لازم ہے پہلے ان کے مبانی کی تحلیل کی جائے کیونکہ ایسا لگتا ہے "تجدید نظر طلب" گروہ کا نظریہ بنیادی طور پر شناختی روش کی تین ضرورتوں پر مشتمل اور استوار ہے:

۱۔ ظہور اسلام اور دوران حیات پیغمبر ﷺ کے بارے میں قرآن اور مسلمانوں کے مکتوبات کا ایک تنقیدی جائزہ۔

۲۔ مسلمانوں کی عرف (Tradition) سے جدا اور علیحدہ ان گزارشات کا معاصرین کی گزارشات سے موازنہ کرنے کی ضرورت۔

۳۔ ہم عصر مادی شواہد جیسے آثار شناسی، سکہ شناسی اور کتبہ شناسی وغیرہ سے استفادہ کرنا اور اس بات کو قبول اور تسلیم کرنا کہ ان مادی شواہد سے مأخوذ نتائج کی صحت کا احتمال ان نتائج سے زیادہ ہے جو مسلمانوں کی تاریخی

۱۔ ی۔ کورن۔ و۔ ی۔ نوو۔ "اسلامی مطالعات کا اصولی طریقہ کار" ص ۵۶۹

کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں؛ بالخصوص وہاں پر جہاں ہم عصروں کی جانب سے کوئی مؤید دریافت نہ ہو۔[۱]

قابل ذکر ہے کہ "تجدید نظر طلب" گروہ کی جانب سے قرآن اور صدر اسلام کے منابع کا تنقیدی جائزہ "روایتی" گروہ کے طریقۂ کار کا ردّ عمل ہے اور یہ طریقۂ کار مقدس کتابوں کے تئیں اہل مغرب کی انتقادی نظر کا نتیجہ ہے جو یقینا شناختی روش کے لحاظ سے مسلمانوں کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے؛ کیونکہ تمام مسلمان بالخصوص شیعہ حضرات قرآن اور پیغمبر اسلامؐ کو ہر قسم کی خطاء، اشتباہ اور لغزش سے مبرا اور منزہ جانتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ نصِّ قرآن ہر طرح کی تحریف و تغییر سے مصون اور محفوظ ہے اور پیغمبر اسلامؐ کو مکمل طور پر ہر رخ اور ہر جہت سے معصوم جانتے ہیں۔[۲] بالخصوص دوسرے مبنیٰ یعنی پیغمبرؐ کی سیرت کے حوالے سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کی تحقیقات و نظریات کا موازنہ کرنے میں اگر اس موازنہ میں انصاف کی رعایت ہو اور اس پر حاکم اصول کی پاسداری ہو تو یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مذکورہ مبنیٰ، شناختی روش کے لحاظ سے مسلمانوں کے نزدیک قابل قبول ہوگا۔ لیکن تیسرے مبنی میں ہمارا ماننا ہے کہ دیگر منابع اور اسلام کی ابتدائی صدیوں کے مسلمانوں کے مکتوب مستندات کے پہلو میں شاہد و مؤید کے عنوان سے مادّی شواہد [آثار شناسی، کتبہ شناسی اور سکّہ شناسی] سے استفادہ کرنا بہتر اور مفید ہے لیکن محکم دلیل اور قوی علمی قوی استدلال کے بغیر یہ بیان کیا

۱۔ "تجدید نظر طلب" طریقہ کار کی روش شناسائی کے مبانی جو متن میں پیش ہوئے تھوڑی سی تلخیص اور تصرف کے ساتھ سابق حوالہ ص ۵۷۰ - ۵۷۳ سے مأخوذ ہیں۔

۲۔ سلامت نص قرآن اور عصمت پیغمبر اسلام ﷺ کے تعلق سے مزید اطلاع کے لئے رجوع کیجئے: سید ابو القاسم خوئی، البیان فی تفسیر القرآن، ص ۱۹۵-۲۳۴ (قم موسسہ احیاء آثار الامام الخوئی، ۱۴۱۳ھ)؛ سید حسینی میلانی، التحقیق فی نفی التحریف عن القرآن (قم مرکز حقائق الاسلامیہ، ۱۴۳۶ھ)؛ فتح اللہ نجار زادگان (محمدی) سلامۃ لقرآن من التحریف، (تہران، پیام آزادی ۱۳۷۸)؛ محمد ہادی معرفت، صیانہ القرآن من التحریف (تہران وزارت امور خارجہ، ۱۳۷۹) سہد حسن طاہری خرم آبادی، عدم تحریف قرآن (قم، بوستان کتاب، ۱۳۸۵)؛ حسن زادہ آملی و عبد العلی محمد شاہرودی، قرآن ہر گز تحریف نہیں ہوئی (قم، قیام، ۱۳۷۶)؛ محمد ہادی معرفت، تاریخ قرآن، ص ۱۵۴-۱۸۱؛ (تہران، سمت، ۱۳۷۵)؛ محمد ہادی معرفت، شبہات قرآن کریم پر نقد و تبصرہ، (ترجمہ حسن حکیم باشی و دیگران، ص ۱۹-۱۴۴، (قم، تمہید، ۱۳۸۸)؛ سید رضا مؤدب مبانی تفسیر قرآن، ص ۴۷-۷۵ (قم دانشگاہ قم ۱۳۸۸)؛ محمد علی رضائی اصفہانی منطق تفسیر قرآن (۱)، ص ۱۲۵-۱۲۹)، (قم، جامعہ المصطفیٰ العالمیہ، ۱۳۸۷)، رضا استادی، آشنائی با تفاسیر — عدم تحریف قرآن و چند مباحث قرآنی، ص ۷ - ۵۳؛ (تہران، نشر قدس، ۱۳۸۳)؛ حسین جوان آراستہ، درسنامہ علوم قرآنی، سطح ۲، ص ۳۰۳-۳۴۲؛ (قم بوستان کتاب ۱۳۷۷)؛ سید ابو الفضل میر محمدی زرندی تاریخ و علوم قرآن، ص ۲۸۵-۳۰۲، (قم، دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ، قم، ۱۳۷۷)؛ عبد اللہ جوادی آملی، وحی و نبوت در قرآن، ص ۱۹۷-۲۹۲، (قم مرکز نشر اسراء ۱۳۸۱)؛ عبد اللہ جوادی آملی، نزاہت قرآن از تحریف، تحقیق: علی نصیری (قم، مرکز نشر اسراء، ۱۳۸۹) روح اللہ خمینی قرآن کتاب ہدایت از دیدگاہ امام خمینیؒ، ص ۵۳-۶۰، (تہران مؤسسۂ تنظیم و نشر آثار امام خمینیؒ ۱۳۸۵)؛ محمد باقر شریعتی سبزواری وحی و نبوت در نگاہ عقل و دین؛ ص ۹۱ — ۱۰۶؛ (قم بوستان کتاب ۱۳۸۸)؛ محمد تقی مصباح، آموزش عقاید، ص ۱۹۱-۲۵۱، ۲۱۶-۲۶۹، ۲۵۸-۲۷۶، (تہران سازمان تبلیغات اسلامی، شرکت چاپ و نشر بین الملل، ۱۳۷۷)

جائے کہ مادی و خارجی شواہد کی صحت کا احتمال، مسلمانوں کے مکتوب منابع سے زیادہ ہے، تو یہ محققین کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔

۲/۲۔"تجدید نظر طلب" گروہ کے آراء و نظریات اور ان کا تحلیلی و تحقیقی جائزہ

"تجدید نظر طلب" گروہ کے آراء و نظریات کی تحقیق کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس نظریہ کی حامل اہم ترین شخصیات کے بارے میں تحقیق کی جائے۔ چنانچہ اس حوالے سے ذیل میں کچھ اہم شخصیات کا بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔ ایگناز گولڈزیہر

"تجدید نظر طلب" گروہ کے درمیان ضروری لگتا ہے کہ پہلے ایگناز گولڈزیہر (Ignaz Goldziher/۱۸۵۰۔۱۹۲۱ء) کے آراء و نظریات سے شروعات کی جائے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے ۱۹۸۰عیسوی میں اپنی کتاب "اسلامی مطالعات"[1] کی جلد دوّم کی نشر واشاعت کرکے اسلام کی ابتدائی صدیوں کے منابع کی وثاقت و اعتبار کی نسبت اپنے شک و تردید کا اظہار کیا اور ایک طرح سے شکوک و شبہات کا بیج بوپا اور یہاں تک کی تاریخی معدومیت (Nihilismus) کی بنیاد رکھی، یعنی اس کی تاریخی حیثیت کو کالعدم قرار دیا۔[۳] وہ سمجھتا تھا کہ پیغمبر اسلامؐ کی زندگی سے مربوط متون کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں ہے، وہ ان متون کو بالکل ساقط الاعتبار سمجھتا تھا۔ اور ان متون کو فقط اسلام کی ابتدائی دو صدیوں میں دینی، سیاسی اور اجتماعی تحولات کا حاصل اور نتیجہ مانتا تھا۔[2]

۲۔ ہنری لامنس

گولڈزیہر کے بعد انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں ہنری لامنس (Henri Lammens /۱۸۶۲-۱۹۳۷ء) فرانسوی مستشرق نے "نحوۂ تدوین سیرۂ محمد از درون قرآن و سنت"[3] [قرآن و سنت کی روشنی میں سیرت

---

1. Ignaz Goldziher , muhammedanische 2 vols, Halle , 1888-1890. English translation : muslim studies , tr,by c. r. barber & s.n stern landon George Allen and unwin , 1967-1971.

۲۔ نادر پور شند، *نحوہ برخورد اسلام شناسان غرب با سیرہ رسول اکرمؐ، ص ۱۱

3. Henri lammens , qoran at tradition comment fut compose la vie de Mahomet ,Recherches de science religieuse ,li,26-51, (1910)

محمدؐ کے تدوین کی کیفیت] کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا اور اس نے اپنے اس مقالہ مین ایگناز گولڈزیہر (Ignaz /Goldziher ۱۸۵۰-۱۹۲۱ء) کے نظریہ سے استناد کیا اور اس کے نظریہ کو فقہی و کلامی احادیث و روایات کی مکمل نفی و تردید پر مشتمل جانا اور اس میں صدر اسلام کی روایات کو بھی شامل کر لیا، [1] یعنی ان پر بھی خطِّ بطلان اور خطِ نفی کھینچ دیا۔ لامنس نے اس عنوان کے تحت کہ "کیا محمد صادق تھے" ایک مقالہ میں اس بات کا منفی جواب دیا اور یہی وجہ ہے کہ بعد کی دہائیوں میں اس کی کتابوں سے محققین نے استفادہ نہیں کیا کیونکہ اس نے علمی غیر جانبداری کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ [2] لامنس کے موقف اور نظریہ کی تاثیر بیسویں صدی عیسوی کے نصف دوم تک رہی؛ اس کی تاثیر رجس بلاشر [3] کی کتاب "محمد ایک مسئلہ" پر غیر قابل انکار ہے۔ [4]

لامنس جس نے پیغمبر اسلامؐ کی حیات کے مکی دور کا بہت زیادہ مطالعہ کیا ہے۔ وہ حضرت محمد ﷺ کی حیات کے مکّی دور سے مربوط روایات میں جو توصیفات ذکر ہوئی ہیں ان کے تعلق سے مدنی دور سے مربوط روایات کی نسبت بہت کم اصالت کا قائل تھا اور مکی دور کی روایات کو عام طور پر قرآن کے مختلف حصوں کی شرح و تفسیر سے تعبیر کرتا تھا؛ چنانچہ اسی وجہ سے پیغمبر ﷺ کی سرزمین مکّہ کی سرگرمیوں سے متعلق تمام روایات کو بے اعتبار جانتا ہے۔ [5] البتہ کارل ہاینریش بیکر (carl heinrich becker/ ۱۸۷۶-۱۹۳۳ء) کا ماننا ہے کہ لامنس اپنی شکایت میں بالکل بھی ثابت قدم نہیں تھا کیونکہ اس نے صرف بعض اسلامی روایات کی نفی کی ہے؛ یعنی ان روایات کی نفی کی ہے جن میں حضرت محمد ﷺ کو ایک مثبت کردار شخصیت کے عنوان سے پیش

1.Gregor schoeler the biography of mohammad , nature and authenticity ,p 3

۲۔ نادر پور نقشبند "مغربی اسلام شناسوں کا سیرۂ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رویہ، ص۱۱۔

3.Regis Blachere Le Probleme de Mahomet, Paris:P U F..1952.

۴۔ بیسویں صدی عیسوی کے نصف اول میں پیغمبر اسلامؐ کی سیرت کے حوالے سے مغرب میں کئی کتابیں لکھی گئیں ان کتابوں کے لکھنے والے سیرت و غزوات کی روایات کی وثاقت کے بارے میں تردید کا شکار ہوگئے۔ اس کے باوجود بالکل بھی اس بات پر زور نہیں دیا کہ اپنے شکوک و شبہات کو بر طرف کریں؛ بلکہ سیرت و غزوات کی اپنی کتابوں کو انھیں روایات سے ماخوذ کلی مفاہیم اور اپنے معتقدات کی اساس پر تدوین کیا۔ کتاب "محمد ایک مسئلہ" تالیف، رژی بلاشر، فرانسوی مترجم قرآن اور سن ۱۹۵۴ء میں فقہ اللغۃ اور ادبیات عرب میں محقق۔ ایک اہم ترین کتاب اسی قبیل سے ہے جس میں انتقادی سیرت نگاری کے باب میں ایک اہم فصل موجود ہے۔ (مغرب کی تحقیقی سیرت، منتخب متون و منابع، ص۱۶)

5.Uri Rubin * introduction : the prophet Muhammad and the Islamic sources * Xvii . on Lammens approach see reference in F.E. Peters the QUEST of the historical Muhammad international journal of middle east studies 23.(1991).

کیا گیا ہے۔[1] قابل ذکر ہے کہ ولیم منٹگمری واٹ کے دور میں بہت سارے محققین لامنس کے نظریات کو بہت زیادہ افراطی اور شدت پسندانہ جانتے تھے[2] لیکن محققین متاخر اس کے اس استنتاج کے زیر اثر آگئے کہ بہت سارے حقائق کی پیغمبرؐ کی حیات کے مدنی دور میں جستجو کی جاسکتی ہے۔[3]

لامنس مدعی تھا کہ حدیث، تفسیر اور سیرت (پیغمبر ﷺ کا زندگینامہ) مضمون اور مواد کے لحاظ سے سب یکساں اور برابر ہیں اور ان کی اصل ایک ہے۔ وہ اس بات کا بھی قائل تھا کہ سیرت کے تمام مضامین حدیث و تفسیر کا محصول اور نتیجہ ہیں۔ اس کے نقطۂ نظر سے پیغمبر کی زندگی، سیرت نگاری کی گزارشات سے تشکیل پائی ہے جو جعلی اور من گھڑت تفسیری مطالب کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے جو کہ قرآنی دلالتوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔[4] دوسرے لفظوں میں لامنس ان مستشرقین میں سے ہے جنھوں نے مکمل طور پر سیرت کی تاریخی قدر و قیمت کو ناصواب اور ساقط الاعتبار جانا ہے۔[5] پیغمبر کی زندگی کا مطالعہ سیرت کے مجموعوں کی بنیاد پر کرنے والے مستشرقین کے برخلاف، اس نے اس بات پر اصرار کیا کہ مطالبِ سیرت کا عصارہ و خلاصہ حدیث سے تشکیل پایا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ حدیثی مجموعوں کو اپنے لائق استفادہ خیالی منابع سے خارج نہیں کرتا ہے۔[6]

۳۔ جوسف شاخت

جوزف شاخت (joseph Schacht/۱۹۰۲۔۱۹۶۹ء) ہالنڈی مستشرق اس بات کا قائل ہے کہ جو روایات اپنے سلسلہ سند کے ساتھ پیغمبر یا کسی ایک صحابی تک پہونچتی ہیں وہ در اصل دوسری صدی ہجری کی سیاسی، فقہی اور کلامی تبدیلیوں کا نتیجہ ہیں اور عصر پیغمبر کی تاریخی اہمیت اور قدر و قیمت سے بے بہرہ

1.gegor schoeler the biography of Muhammad nature and authenticity ,p5.

2.URI Rubin , * introduction : the prophet Muhammad and the Islamic sources * Xvii for details see G.Levi della vida ,sira in Encyclapaedia of Islamic 2ed edition leiden :E .J Brill 1934 vol iv p 441

3. Uri Rubin * introduction : the prophet Muhammad and the Islamic sources * Xvii

4. gegor schoeler the biography of Muhammad nature and authenticity ,p3

5. Uri Rubin * introduction : the prophet Muhammad and the Islamic sources * Xvii

6. Ibid xxviii

ہیں۔[1] البتہ عبد العزیز دوری نے "الزہری، اسلامی تاریخ نگاری کی ابتدا کا ایک مطالعہ"[2] نامی ایک مقالہ میں شاخت کی لایعنی تنقید کا دندان شکن جواب دیا ہے۔[۴]

شاخت کا اصلی دغدغہ فقہ اسلامی کے مبادی بالخصوص فقہ اسلامی کے تحولات میں شافعی کا مرتبہ و مقام ہے۔ شاخت اس بات پر تاکید و اصرار کرتا ہے کہ احادیث نبوی نے۔قرآن کے ہمراہ۔ فقہ اہلسنت کے اساسی پایہ کو تشکیل نہیں دیا ؛ بلکہ یہ روایات بعض فقہی اور حقوقی مؤسسات کی تاسیس کے بعد اسلامی معاشرے میں گڑھی گئی ہیں اور پھر ان کو رواج ملا ہے ، اسکے بعد ان کے لئے اسناد قہقرائی جعل کی گئی ہیں ۔[۳] باوجودیکہ شاخت کے افراطی اور شدت پسندانہ استنتاجات بنیادی طور پر فقہی روایات کے مطالعہ کی دین ہیں ، لیکن اس نے صدر اسلام کی تمام روایات میں اپنے نقطۂ نظر کی صحت کا دعوی کیا ہے اور اس بات کی بھی کوشش کی ہے کہ غزوات سے متعلق روایات میں بھی اپنے نقطۂ نظر کو ثابت کرے۔[۴] ملحوظ خاطر رہے کہ ایسا نظریہ بعض مستشرقین ، متکلمین اور اسلامی دانشوروں کے کلام سے استناد کی بنیاد پر صحیح نہیں ہے۔اس کا بیان مرحلۂ نقد و تنقید میں آئے گا۔شاخت بھی اسلام کی تاریخی روایات کی نسبت لامنس سے مشابہ شکاکیت کے مرض میں مبتلا ہے ؛اس کے باوجود اس کی شکاکیت کا نقطہ آغاز لامنس کا دعوی نہیں ہے ، بلکہ اس نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ فقہ اسلامی کے مبادی[۵] کے ارد گرد اپنے خیالات کے تانے بانے کو موضوع سیرت تک تعمیم و وسعت دے۔[۶] وہ معتقد تھا کہ جب تک اس کا بالعکس ثابت نہ ہو جائے ، ایک ایک حدیث نبوی کو ایک فقہی اور جعلی حربہ کے عنوان سے

۱۔اس تعلق سے نگاہ کیجئے درج ذیل مفید کتاب جو اس حوالے سے غربیوں کے مکمل نظریات پر مشتمل ہے۔اس بات کا ذکر نا بھی ضروری ہے کہ خود مسلمان محققین بھی اسلامی متون کے لسانی ہونے کے مسئلہ پر توجہ رکھتے ہیں ، لیکن جو چیز ان کے نظریات کو غربیوں کے نظریات سے جدا اور ممتاز کرتی ہے وہ چیز اسلامی متون کے بے اعتبار جاننے میں مسلمان محققین کا افراط نہ کرنا ہے۔ بہ طور مثال رجوع کیجئے : شاکر مصطفیٰ ، التاریخ العربی و المؤرخون ، ج ۱ ، ص ۴۷ کے بعد (بیروت ، دار العلم للملایین ، ۱۹۸۳ء) ۔

Herbert berg the development of exegesis in early islam Curzon 2000

2.see a.a. duri al zuhri a study on the beginning of history writing in islam bsoas xix (1957) : 1-12

۳۔ مرتضی کریمی نیا، مغرب میں سیرت کی تحقیق ، منتخب متون و منابع ، ص ۱۶۔۱۷؛ ہارالڈ موتزکی ، زندگینامہ حضرت محمدؐ تحقیق منابع ، ص ۱۱۰۔

۴۔ مغرب میں سیرت کی تحقیق ، منتخب متون و منابع ، ص ۱۷؛ زندگینامہ ی حضرت محمدؐ ؛ تحقیق منابع ، ص ۱۱(منقول از :

Joseph Schacht , A Revaluation of Islamic tradition , journal of the royal Asiatic society 49 , 143-154(1949); idem , of musa b. uqba's kitab al maghazi " ,acta orientalia 21, 288-300. (1953)

5.J, Schacht , the origins of muhammadan jurisprudence oxford Clarendom press 1950.

6.The biography of mohammad nature and authenticity ,p.3-4

سمجھا جائے جو آگے چل کر بیان کی صورت اختیار کر گئی ہیں۔[1]

۴۔ جان ونزبُرو

۱۹۷۰اور ۱۹۸ عیسوی کی دہائیوں میں پیغمبر ﷺ کی سیرت اور اسلام کی تاریخ کے باب میں کچھ کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہوئیں اور ان کے مؤلفین نے ایگناس گولڈزیہر (Ignaz Goldziher/۱۸۵۰۔۱۹۲۱ء) اور جوزف شاخت (joseph Schacht/۱۹۰۲۔۱۹۶۹ء) کے نظریات کو اور زیادہ منسجم اور منظم طریقے سے تسلیم اور پیش کیا۔ان سب کے درمیان وجہ اشتراک، پیغمبر اسلامؐ کی سیرت کی تشکیل و تعمیر نو اور پہلی صدی ہجری کے حوادث و واقعات میں، اسلام کی ابتدائی صدیوں کے منابع میں منقول روایات کو تاریخی منبع اور سرچشمہ کے عنوان سے قبول نہ کرنا ہے۔ ان سب کا پیشوا جان ونزبرو (john Wansbrough/۱۹۲۸۔ ۲۰۰۲ء) نامی ایک مستشرق تھا جس نے ۱۹۸۶عیسوی میں اسلام کی ابتدائی صدیوں کے منابع کی وثاقت کی سخت اور دشوار بحث کو افراطی اور شدت پسندانہ شکل میں پیش کیا اور پھر کچھ عرصہ بعد ۱۹۸۰عیسوی کی دہائی میں پاٹریشا کرونہ (patricia Krone متولد ۱۹۴۵عیسوی)، مائیکل کوک (Michael Cook/ متولد ۱۹۴۰ عیسوی) اور اری ربین (Uri Rubin/ متولد ۱۹۴۷ عیسوی) جیسے دوسرے شکّاکین کی کتابوں کے منظر عام پر آجانے سے اس کے نقطہ نظر کو اور قوت ملی ؛البتہ جوسف وان اس (josef Van Ess/ متولد ۱۹۳۴ عیسوی)[2] اور خاص طور پر ویلیم منٹگمری واٹ[3] اور رابرٹ سرجینٹ (Robert Serjeant/۱۹۱۵۔ ۱۹۹۳عیسوی) کی جانب سے اس کا شدید ردِّ عمل سامنے آیا۔[4] جان ونزبرو اپنی کتاب "محیط

۱۔ نادر پور نقشبند، سیرتِ رسول اکرمؐ کے ساتھ اہل مغرب کے رویہ کی کیفیت، ص ۱۱ منقول از

Martin forward , mohammed der prophet des islam sein leben und seins wirkung Freiburg,p152, 1998

۲۔ فان اِس حدیث کے موضوع پر اپنی لکھی ہوئی کتاب میں احادیث کی تحقیق میں تحلیلِ متن و سند کی روش سے استفادہ کرتا ہے اور اسی روش کی بنیاد پر شاخت کے نظریات کی احادیث کے آغاز اور توسیع کے بارے میں تضعیف بھی کرتا ہے (سھیلا شیںنی میرزا، مشرق شناسی اور حدیث، ص ۱۲۱-۱۲۲) اس کی کتاب کے کتاب شناسی مشخصات درج ذیل ہیں: :

Josef van ess , Zwischen hadith und theologie : studies zum Entsehen pradestinatianischer uberlieferung berlin & new york : de gruyter , 1975

3.W. m. watt, the reliability of ibn-ishaq 's sources in fahd (1983:32)

4.gregor schoeler , the biography of mohammad nature and authenticity p.

فرقہ "[1] میں اپنی مخصوص روش یعنی حدیثی متون کی ادبی تحلیل کے ذریعے صدر اسلام کے حوادث و واقعات میں ہر طرح کی تاریخی تعمیر نو کی نفی کرتا ہے۔[2] وہ پہلی بار "تاریخ نجات"[3] کی اصطلاح کو ہجرت کی ابتدائی صدیوں کے منابع اور متون کی توصیف میں بروئے کار لایا اور وثاقت منابع کی مشکل کو نہایت سنجیدگی کی ساتھ ذکر کیا۔اس کی رو سے ساتویں صدی عیسوی کے حجاز سے مربوط تاریخی منابع بالاصالت ادبی اور تفسیری ہیں ؛اور تاریخ صدر اسلام کی روائی گزارشات کو "تاریخ نجات" (Salvation History) کے عنوان سے پڑھنا چاہئے ؛اور ایسی روئیدادوں اور گزارشات کی تحقیق و تفسیر ادبی تنقید کا موضوع ہے، تاریخ نگاری کا نہیں۔[4] ونزبرو کا عقیدہ ہے کہ گذشتگان کے تصور کے برخلاف ،اسلام کی ابتدائی صدیوں کے منابع اس بات کو بیان کرنے کے فراق میں نہیں ہیں کہ صدر اسلام میں در حقیقت کیا رونما ہوا بلکہ صرف اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ ان کے بعد کے مؤلفین کیا سوچتے تھے۔ بنابراین ،شائد ہم کسی طرح بھی یہ نہ جان سکیں کہ حقیقت میں صدر اسلام میں کیا کچھ رونما ہوا ہے ؛جو کچھ ہماری دسترس میں ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کو جانیں کہ آخر کی نسلوں کے عقائد کے مطابق پہلی صدی ہجری میں کیا رونما ہوا ہے۔[5]

۵اور ۶۔ پاٹریشا کرائن اور مائیکل کوک

جان ونزبرو کے دو شاگردوں پاٹریشا کرونہ (Patricia Krine / متولد ۱۹۴۵ء) اور مائیکل کوک (Machael Kook/ متولد ۱۹۴۰ء)[6] نے اپنی مشترک اور افراطی کتاب "ہاجریسم" میں اس بات کی کوشش کی کہ کسی

---

1. John Wansbrough, the sectarian milieu : content and composition of Islamic salvation history , oxford : university press, 1978.

۲۔ مغرب میں سیرت کی تحقیق؛ منتخب متون و منابع ص ۱۸اہارالد موٹزکی، حضرت محمد ﷺ کی سوانح حیات،؛ تحقیق منابع، ص ۱۲ , Uri Rubin introduction the prophet muhammed and the Islamic sources xxxi

۳۔Salvation History تاریخ نجات سے مراد، تصور تاریخ ہے، جیسا کہ خدا کے ارادۂ نجات نے اس کو حیات بخشی ہے جو ہدایت کے لئے ایک مکمل منصوبہ بندی کے نفاذ سے معرض وجود میں آیا ہے۔درحالیکہ یہ تصور خود نبوت اور پیغمبر ﷺ کے بارے میں غور و فکر کا طلبگار ہے؛ لیکن آپ کی نبوت کے تاریخی تحقق سے غیر مربوط نہیں ہے (حضرت محمد کی زندگی)، تحقیق منابع، ص ۹۴)۔

4- gregor schoeler the biography of Muhammad nature and authenticity p.9

۵۔ مغرب میں سیرت کی تحقیق؛ منتخب متون و منابع، ص ۱۸ ۔ جان ونزبرو کے نظریات سے ایک فارسی البتہ ناقص رپورٹ کے لئے، رک: اندرو رپیین ،قرآن، تفسیر اور سیرت کی ادبی تحلیل: جان ونزبرو کی روش شناسی پر ایک نظر (ترجمہ مرتضی کریمی نیا)، فصلنامہ تحقیقات قرآنی، ۲۳-۲۴ ، ۱۹۰-۲۱۷۔ (۱۳۷۹)

۶۔ کرونہ اور کوک نے، حقیقت میں ہنری لامنس اور بیکر کے نظریات کو مزید توسیع دیتے ہوئے پیش کیا ہے۔ رک:

طرح تاریخ صدر اسلام کی خارجی تشکیل نو میں مداخلت کریں۔انھوں نے اپنی اس افراطی راہ وروش میں بنیادی طور عالم اسلام کی فضا سے ہٹ کر کتبوں، سنگی نوشتوں اور سکّہ شناسی کے شواہد پر تکیہ کیا جو اگرچہ اسلامی منابع کی وثاقت سے محروم تھے لیکن بےاثر اور بیکار شواہد و مدارک نظر آتے تھے۔ان کی شدت پسندی اور افراطی روش نے یہ صورت اختیار کر لی کہ متن قرآن کریم کی وثاقت حتیّ پیغمبر اسلام ﷺ کے مواعظ اور تعلیمات کو بھی مُشکوک قرار دیا۔اس طرح تاریخ صدر اسلام کو محفوظ اور بیان کرنے والا آخری اور معتبر ترین منبع و سرچشمہ یعنی قرآن کریم بھی مغربی مستشرقین اور سیرت نگاروں کے اس حلقے کی دسترس سے باہر ہو گیا۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت محمدؐ کی سیرت کی تدوین کا امکان بھی عملاً منتفی ہو گیا[۲]۔لیکن یہ تصویر جو کرونہ اور کوک نے تاریخ صدر اسلام کے تعلق سے سیرت پیغمبرؐ کی غیر اسلامی متون سے اقتباس کرتے ہوئے پیش کی ہے وہ اس حد تک باطل اور مسخ شدہ تھی کہ کسی دوسرے اسلام شناس نے بھی نہ اس کو پسند کیا اور نہ ہی اس کا دفاع کیا۔[۳] البتہ کرونہ اور کوک کے نظریہ پر مسلمانوں نے سخت تنقید کی ہے، جس کا بیان نقد و تبصرہ کے باب میں آئے گا۔ صدر اسلام کی روایات کی وثاقت کے بارے میں شک و تردید نے پاٹریشا کرونہ کی کتاب ''تجارت مکہ''[۴] کے منظر عام پر آنے کے بعد اور زیادہ شدت اختیار کی۔[۵]

W. Montgomery watt , the reliability of ibn ishaq 's sources la via du prophet Mahomet , Colloque de Strasbourg (October 1980) paris , 31-43, 1983

اپنی کتاب کی تدوین سے پہلے ابن اسحاق کی مستقل روایات کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے واٹ کی تلاش

1. Patricia crone & Michael cook , Hagarism : the making of Islamic world Cambridge university press , 1977.

۲۔ مغرب میں سیرت کی تحقیق؛منتخب متون و منابع، ص۱۸۔۱۹؛حضرت محمد کی سوانح حیات؛ تحقیق منابع، ص ۱۲۔ ۱۳ارک: کورن و ی،د۔نوو*اسلامی مطالعات کا اصولی طریقہ کار،'' ترجمہ شادی نفیسی)،آئینہ تحقیق، ۱۱۴،۵۶۶۔۵۸۳،(۱۳۸۷)؛اسی طرح رک: ی. کورن و ی۔مغرب میں پیغمبر اسلامؐ کی سیرت نگاری، *کتاب ماہ دین، ۱۱۰۔ ۱۱۳، ۹۴۔۹۹،(۱۳۸۵) آقائے کریمی نیا نے اس مقالہ کی تدوین میں کتاب ہارالڈ موٹزکی کی کتاب پر مقدمہ کے علاوہ درج ذیل کتاب شناختی مشخصات کے ہمراہ

Herald motzki (ed) the bibliography of Muhammad the issue of the sources leiden e.i. brill 2000, pp.xiv. xv

کتاب ''حیات محمد'' پر اُری رُبین کے مقدمہ سے استفادہ کیا ہے۔اس کتاب کے کتاب شناختی مشخصات درج ذیل ہیں :

Uri Rubin (ed) the life of Muhammad Hampshire : Ashgate publishing limited , 1998.

۳۔ نادر پور نقشند، رسول اکرمؐ کی سیرت کے ساتھ مغربی ماہرین اسلام کا رویہ اور طرز عمل، ص ۱۱

4. P. crone ,Meccan Trade and the rise of Islam , Princeton , NJ, 1987

5. Gregor Schoeler , the biography of mohammad , nature and authenticity .p,8

روبرٹ برٹرام سرجینٹ کی اہانت آمیز اور نیش دار تنقید کو کرونہ کے تند و شدید لیکن انفعالی اور دفاعی ردّ عمل کا سامنا کرنا پڑا۔[1] سرجینٹ بھی واٹ کی طرح ذیل کے تاریخی واقعات کی شناخت میں روشِ شناسائی کی طرف مائل نظر آتا ہے؛ کیونکہ شناختی روش کے لحاظ سے ہمیں مجبوراً اس فرض کے ساتھ کام کو شروع کرنا پڑتا ہے کہ ایک روایت ایک صورت واقعہ کی اصلی گزارش ہے مگر یہ کہ کل یا بعض روایت کا اعتبار یا اس کا جعلی ہونا طرفین منازعہ میں سے کسی ایک طرف آشکارا میلان کی وجہ سے ثابت ہو جائے۔[2] وہ کرونہ پر اس اصل سے غفلت برتنے کا الزام لگاتا ہے۔ کرونہ اپنے دفاع میں تاکید کرتا ہے کہ اگرچہ اس کی پہلی کتاب "ہاجریسم" میں اس کا سابق مفروضہ اسلامی منابع کے لحاظ سے شک و تردید کا باعث رہا ہے لیکن وہ کتاب "تجارت مکہ" میں دقیق تحقیقات کے نتیجے میں نتیجہ نکالتا ہے کہ منابع کے تعلق سے اس کی تحلیل، ان کی وثاقت و اعتبار کے بارے میں منفی قضاوت پر منتج رہی ہے۔[3] ریچرڈ بولیٹ متولد ۱۹۴۰ عیسوی نے کتاب "تجارت مکّہ پر ایک مرور" عنوان کے تحت ایک مقالہ میں کرونہ کے نظریات پر نقد و تبصرہ کیا ہے۔[4] فلتور سحاب ایک دوسرا محقق ہے جس نے تجارت مکّہ اور اہل مکہ کے موسم سرما اور گرما میں سفر پر تفصیلی تحقیق کی ہے اور پھر اس کے اپنا کچھ وقت کرونہ کے نظریات پر نقد و تبصرہ کرنے کے لئے مخصوص کیا ہے۔[5] اری ربین نے بھی "تجارت مکہ اور قرآنی تفاسیر" عنوان کے تحت ایک مقالے میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۸ کے ذیل میں کچھ نکات پیش کرتے ہوئے کرونہ پر تنقید کے ذیل میں کچھ مطالب بیان کئے ہیں۔[6]

کرونہ جداگانہ مثالوں کی بنیاد پر معتقد ہے کہ اسلامی روایات خیالی (Unrealistic)، تناقض سے پُر

1. Ibid , See .p . crone Serjeant and Meccan trade Arabica 39,216-40, (1992)

2. W. Montgomery Watt , The reliability of Ibn-Ishaq's sources , in Fahd,32 , (1983)

3. Gregor Schoeler , The biography of Mohammad nature and authenticity , p.8

۴۔ محمد کاظم رحمتی، *بیت المقدس پر تکیہ کرتے ہوئے اسلامی مطالعات میں مغربی ماہرین اسلام کی موضوع سیرت پر تحقیقات* ص ۸۷ منقول از

Richard W . Bulliet , Book Review international Journal of Islamic and Arabic studies , 4(2) pp.69-72, 1987

۵۔ فلتور سحاب، ایلاف قریش، ص ۴۲۱۔ ۴۳۲ ، (بیروت، المرکز الثقافی العربی، ۱۹۹۲ء) اسی طرح کتاب سحاب کا مأخذ شناسی کا حصہ تجارت مکہ کے تعلق سے بعض تحقیقی مقالات کی مفصل فہرست پر مشتمل ہے۔ (رک: سابق حوالہ، ص ۴۴۰۔ ۴۴۸)۔

۶۔ محمد کاظم رحمتی، *مکتب بیت المقدس پر تکیہ کرتے ہوئے اسلامی مطالعات میں سیرت کی تحقیقات* ص ۸۷ منقول از

Uri Rubin , Meccan Trade and Quranic exegesis (QURANIC 2: 198) ,Bsoas, 53: 421,428,(1990)

(Contradiction) ، بے ثبات (Inconsitency) اور نامتعارف (Anomaly) ہیں۔[1] وہ اس حالت کی تاریخی حوادث و واقعات کے ایک مجموعہ کی بنیاد پر وضاحت کرتا ہے اور اس کو ظہور اسلام کے بعد سماج، سیاست اور دین میں بنیادی تبدیلیوں، اسالیب نقل اور کلمات قصار کے زبانی نقل کا مرہون منّت جانتا ہے۔[2] کرونہ کے نقطۂ نظر سے پیشہ ور راوی حضرات اپنی دستکاری اور ان روایات کو شاخ و برگ دینے کی وجہ سے جن کے راوی وہ خود ہیں ملامت و سرزنش کے حقدار ہیں۔[3] کوک کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ پہلی اور دوسری صدی ہجری کے مکتوبات کی تحقیق میں راوی کی وثاقت کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے کوئی بھی معیار موجود نہیں ہے۔[4] دونوں دانشوروں نے بارہا تاکید کی ہے کہ صحت تاریخی کی تشخیص کیلئے ضروی ہے کہ ہم اسلام سے باہر کے منابع (بیرونی شاہد (External Evidence) کی جستجو کریں؛مثال کے طور پر غیر اسلامی متون یا آثار قدیمہ سے حاصل شدہ آثار میں صحّت تاریخی کی جستجو کریں۔[5] مائیکل کوک ''محمد ﷺ '' [6] عنوان کے تحت اپنی کتاب میں جسے اس نے بلا شرکت غیرے ۱۹۸۳عیسوی میں شائع کیا، اپنے پہلے کی مشترک کتاب ''ہاجریسم'' [7] کے برخلاف جو اس نے خاتون پاٹریشا کرونہ کے اشتراک سے شائع کی تھی، صرف قرآن کریم اور رائج و متداول منابع کو مبنی قرار دے کر سیرت پیغمبرؐ کی تحلیل کرتا ہے اور وثاقت منابع کی بالکل بھی تحقیق اور چھان بین نہیں کرتا۔ وہ اس کتاب میں لکھتا ہے کہ منابع ومدارک سیرت مشکوک اور غیر قابل اعتماد ہونے کے ساتھ

1. Gregor Schoeler , the biography of Mohammad nature and authenticity , p. 5

2. Ibid ..

3. Ibid.. کرونہ اپنی بعد کی کتابوں ''غلام گھوڑوں پر'' (۱۹۸۰ء)، ''تجارت مکہ'' (۱۹۸۷ء) میں کتاب ''ہاجریسم'' کی طرح صدر اسلام کے تاریخی منابع کی ردّ میں پہلے کی طرح بہت محکم اور استوار نہیں ہے (۱۹۷۷ء) ایک طرف وہ ان کی اصالت اور کارآمدی کی تردید اور نفی کرتا ہے اور دوسری طرف اپنی تحقیق میں ان پر اعتماد کرتا ہے یہ ایسی چیز ہے جس سے وہ خود اور اس کے ناقدین آگاہ ہیں۔ مونٹز کی کتاب تجارت مکہ (ص۲۲۶،۱۹۹۹ء) نظر ثانی کرتے ہوئے لکھتا ہے: پاٹریشا کرونہ کے نظریہ کی جو کچھ وہ ان منابع کے بارے سمجھتا ہے، اس سے تضعیف ہوتی ہے؛وہ مجبور ہے کہ حقائق کو انھیں منابع سے اخذ کرے جنھیں وہ بے حاصل اور ناکارآمد سمجھتا ہے۔ کتاب ''غلام گھوروں پر سوار'' کی نظر ثانی میں البتہ ہم سوال کر سکتے ہیں کہ اگر عربی تاریخ نگاری کے کچھ حصے کی تائید ہو جائے تو کیا ہم اپنی شکایت کے دائرے کو بقیہ تک اجو کچھ وجوہات کی بنا پر بے بنیاد اور بے اساس ہیں۔ آگے بڑھا سکتے ہیں۔

Gregor shcoeler, The Biography of Mohammad , Nature and Authenticity , p. 5.fn, 61

4. Ibid,p.5

5. Ibid..

6. Michael Cook , Muhammad oxford : oxford university Press , 1983

7. *Patricia Crone and Michael cook, Hagarism:The Making of Islamic world,Combridge: combridge university press,*1997

ساتھ حساس مقامات پر گمراہ کرنے والے ہیں اور عملا تاریخی اعتبار سے محروم ہیں۔[1] کوک کا یہ عقیدہ بھی اس کے دوسرے نظریات کی طرح مسلمان علماء اور دانشوروں کے نزدیک شدید تنقید کا نشانہ بنا ہے جس کا بیان نقد و تنقید کی بحث میں آئے گا۔ لیکن اس بات کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ تھوڈور نلدکہ (Theodor Noldeke/۱۸۳۶، ۱۸۳۶۔۱۹۳۰ء) اور کارل ہائنریچ بیکر (Carl HeinrichBecker/۱۸۷۶۔۱۹۳۳ء) افراطی شکاکوں کے برخلاف تاریخ صدر اسلام اور ہجرت کی ابتدائی صدیوں کی روایات کی بنسبت اعتدال پسندانہ موقف اختیار کرتے ہیں۔[2] نلدکہ نے خاص مثالوں کو بنیاد قرار دیتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ لئونہ کایتانی اور ہنری لامنس بیشتر اوقات افراطی شکاکیت (Skepticism) کا شکار ہوئے ہیں۔ بکر کو بھی پتہ چل گیا کہ ہنری لامنس نے صرف وہ روایات نقل کی ہیں جو اس کے مدعا کے لئے مدّ و معاون[3] ہوں (کیونکہ لامنس کے لئے ایک کیتھولیک پادری کے عنوان سے وہ روایات اہمیت رکھتی تھیں جن میں حضرت محمدؐ کی نامطلوب اور ناپسندیدہ تصویر پیش کی گئی تھی) اور ہر وہ بات جو اس کے مدعی کے اثبات کی راہ میں رکاوٹ ہو اور اس کے مدعا کی نفی کرتی ہو، اس کی ردّ کرتا تھا؛ یعنی جن روایات میں حضرت محمد ﷺ کی مثبت تصویر پیش کی گئی ہو ان روایات کی تردید کرتا تھا۔ ۱۹۷۰[4] عیسوی کی دہائیوں میں نلدکہ اور بکر کے اعتدال پسندانہ نظریات حاکم تھے۔ چنانچہ اس بات کو ہم فرانٹس بوہل (FrantsBuhl/۱۸۵۰ء)، ویلیم منٹگمری واٹ (WilliamMontgomery Watt/۱۹۰۹۔۲۰۰۶ء) اور رودی پارٹ (Rudi paret/۱۹۰۱۔۱۹۸۳ء)

۱۔ مرتضی کریمی نیا، مغرب میں سیرت کی تحقیق؛ منتخب متون و منابع، ص۔۱۹؛ ہارالڈ مونتزکی، حضرت محمدؐ کی سوانح حیات؛ تحقیق منابع، ص ۱۳، رک: کورن وی، د۔ نوو "اسلامی مطالعات کا اصولی طریقہ کار"، ص ۵۷۷۔۵۷۸؛ (مرتضی کریمی نیا)، "مغرب میں پیغمبر اسلامؐ کی سیرت نگاری کا اجمالی جائزہ"، ص ۹۴ -۹۹؛ مرتضی کریمی نیا، "مغرب میں پیغمبر اسلامؐ کی سیرت نگاری"، آئینہ تحقیق ۶۸ (۱۳۸۰)

2. Gregor Schoeler , The Biography of Mohammad, Nature and Authenticity ,p.3

تئوڈور نلدکہ (Theodor Noldeke 1836-1930ad) باوجودیکہ حضرت محمدؐ کی پیغمبرانہ حقیقت اور الہام کی حقانیت پر تاکید کرتا ہے اور دماغی بیماری کی ان سے نفی کرتا ہے، اس بات کا عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ ہیجان آور عواطف وجذبات کا شکار تھے جس کی وجہ سے انھیں یقین ہو گیا کہ وہ غیب اور الوہیت سے ارتباط رکھتے ہیں (ریچرڈ بل، تاریخ قرآن کا تعارف، ص ۴۶۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبرؐ نعوذ باللہ شدید توہمات کا شکار تھے، اس بات کا توہم کہ خدا بذریعہ جبرئیل انھیں پیغام بھیجتا ہے، لیکن یہ بات بعید از حقیقت تھی۔

3.Ibid.

4. W. Montgomery watt, Muhammad at mecca oxford clarendon press 1953 pp. xiff: idem Muhammad at medina oxford clarendon press 1956.pp. 336ff..

جیسے مؤلفینِ سیرت کے انتقادی اظہارات میں حضرت محمد ﷺ کے تعلق سے بخوبی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔[1]

صدر اسلام کی تاریخی روایات کی وثاقت و اعتبار کی نسبت تردیدوں کا دوسرا دور ۱۹۷۰ اور ۱۹۸۰عیسوی کی دہائیوں میں وقوع پذیر ہوا۔ان تردیدوں کا سرآغاز صدر اسلام میں دور خلافت سے مربوط گزارشات کے بارے میں البرشٹ نوٹھ (Albrecht Noth/۷۔۱۹۳۰۔۱۹۹۹ء) اور سلا سزگین (Ursula Sezgin/متولد ۱۹۷۰ء)کے درمیان ایک نزاع تھا۔[2] نوتھ جو بطور خاص جولیوس ولہاوسن (Julius Wellhausen/۱۸۴۴۔۱۹۱۸ء)کے مکتب کی تھیوری کو اختیار کرتا ہے[3]،اپنے مطالعہ کا آغاز صدر اسلام کی فتوحات سے مربوط مستقل روایات کی تحلیل سے کرتا ہے۔اس نے یہ سمجھا کہ روایات اپنی سیر طولانی میں پہلے راوی سے لے کر روایت کے جمع کرنے والے تک جعل و تحریف (Falsifcation)کا شکار ہوئی ہیں[4]۔یہ تحریف یا پھر تغییر (M odifcation)، تلخیص (Summarization)، تبویب (Systematization)، تفصیل (Amplification)، اجمال (Abridgement) ، غلط تربیب زمانی (False Chronological) ، ترتیب اصلی AsLArrangement)، حذف(Omission)، جعل (Invention)، اور دست کاری واندراج جیسے امور کی وجہ سے وقوع میں آئے[5]۔ البتہ اگرچہ تاریخ صدر اسلام میں بالخصوص اہلسنت کے یہاں نقلِ روایات

1.gregor schoeler the biography of Muhammad nature and authenticity , p.4

2.ibd

۳۔ ولھازون کے نقطہ نظر سے، احادیث دو اصلی حصوں میں قابل قسمت ہیں: وہ احادیث جو ابن اسحاق اور واقدی جیسے مکی ومدنی (حجازی) بزرگوں سے نقل ہوئی ہیں اور وہ احادیث جو ابومخنف اور سیف بن عمر جیسے عراقی علمائے اعلام سے نقل ہوئی ہیں۔ ولھازون ان احادیث میں رتبہ اول کی روایات کو مقدم رکھتا ہے اور ان احادیث کو جو رتبہ دوم کے ذریعہ افسانوی عنوان کے تحت نقل ہوئی ہیں،ان کی طبقہ بندی کرتا ہے۔ دوسری طرف، نُٹ نشان دہی کرتا ہے کہ قضاوت کو مستقل احادیث پر مبتنی ہونا چاہئے نہ کہ مکاتب پر، کیونکہ اسکے مطابق ان دونوں قانونی اور مشہور مکاتب نے غالبا احادیث سے یکساں طور پر استناد کیا ہے (Ibid,p.4.fn.35)

۴۔ شوئلر اس بارے میں اور نٹ کے بیان کردہ بیشتر دوسرے مطالب کے بارے میں ان سے اتفاق رکھتا ہے۔ لیکن وہ چونکہ معتقد ہے کہ ہم عمدی اور آگاہانہ مجعولات سے روبرو نہیں ہیں، "اصلاح" و "تغییر" جیسی عبارات کو ترجیح دیتا ہے۔ چونکہ یہ مطالب خود نٹ کے نظریات سے ہم آہنگ ہیں، اس لئے اس کی جدید ترین مطبوعہ انگریزی کتاب (ص۶، ۱۹۹۴ء) کے حاشیہ پر نقل قول کے عنوان سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ اس کتاب میں استعمال شدہ مفہوم جعل و تحریف، راویوں کے کام کی طرف اشارہ کرتے ہیں نہ کہ ان کے محرکات کی طرف۔ دوسرے لفظوں میں اس فکر یا مفہوم کو منتقل کرنا مقصود نہیں ہے کہ مؤلفین نے عمداً اور جان بوجھ کر جھوٹی اور گمراہ کن روایات جعل کی ہیں، بلکہ مدعی ہے کہ ان سالیب کے نتائج یہ ہیں کہ انھوں نے اپنے مطالب کو تاریخی حوادث کی منظر کشی کے لئے پیش کیا ہے جو بہت تحریف شدہ یا مکمل طور پر غلط تھے. (Ibid , p.4,fn.36)

5. Ibid,.

میں جعل کے کچھ موارد موجود ہیں، لیکن تین صدیوں تک ائمہ معصومین علیہم السلام کی موجودگی کی وجہ سے روایات شیعہ زیادہ سلامت سے بہرہ مند ہیں، اور محققین آج بھی سند و متن روایات کی تحقیق کر رہے ہیں۔[1]

ایک افسوس ناک بات کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ آلبرشت نوتھ کے نظریات نے صدر اسلام کی تاریخ نگاری کے شعبے میں بعد کی تحقیقات میں بہت گہرا اثر چھوڑا ہے اور اس کی تاثیر کو انگریزی زبان کی تحقیقات میں (Anglophone)[2] جرمن زبان کی تحقیقات کی بنسبت زیادہ وسعت ملی ہے۔ ہم بطور نمونہ دو تحقیق کا ذکر کر رہے ہیں، جن کے مؤلفین نے نوتھ کے نقطۂ نظر اور طریقۂ کار کو اپنا شیوہ بنایا ہے:

۱۔ الا لانڈو۔تاسرون (Ella Landau Tasseron) کی تحقیق، سیرت کے ایک جملہ کی بنیاد پر، بزعم خود اثبات کیا ہے کہ تاریخی حوادث و واقعات میں بنیادی تبدیلیاں نہ صرف یہ کہ جانبدارانہ تحریفات (Tendentions) کی وجہ سے وقوع پزیر ہوئی ہیں بلکہ تصحیح کا عمل بھی (خاص طور پر واقدی کے تعلق سے) اس میں مؤثر رہا ہے۔

۲۔ لورنس کنراڈ (Lawrence I Conrad/ متولد ۱۹۴۹ء) نے تاریخی حوادث و واقعات کے بارے میں بالکل غیر تاریخی (Ahistorical) گزارشات کے ظہور کی وضاحت کی ہے جو ادبی سنتوں کے ایک مجموعہ اور تکراری مضامین کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس کو مسیحی۔ قدیم سریانی منابع کی تحقیق میں کامیابی ملی جو زمانی لحاظ سے واقعات سے نزدیک تر ہیں اور اسلامی تاریخ نگاری کی نسبت زیادہ وفادار نظر آتے ہیں۔ واقدی سے اخذ شدہ مطالب کی تحلیل کی روشنی میں یقین کرنا چاہئے کہ لانڈو۔تاسرون اور کنراڈ کے افکار و خیالات زیادہ تر واقدی کے ذریعے فراہم شدہ متون سے مأخوذ ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اسلامی محققین کے نزدیک ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔[3]

نوتھ کے نتائج اور سولا سزگین کی تحقیق نقد و انتقاد کا موضوع قرار پائے اور اس کی ایک تحقیق، اسلام کی

۱۔ رک: سید رضا مؤدب، تاریخ حدیث، ص ۲۳-۸۳، قم، (مرکز جہانی علوم اسلامی، ۱۳۸۴)؛ مجید معارف، تحلیلی طریقہ کار کے ہمراہ حدیث کی عمومی تاریخ، ص ۲۰۱-۲۹۹ (تہران، کوئر، ۱۳۸۸)؛ نہلہ غروی نائینی، تاریخ حدیث شیعہ، ص ۱۹-۳۲۵ (تاقرن ۵)، (قم؛ شیعہ شناسی، ۱۳۸۶)

۲۔ وہ نوشتہ جات جن کی کتابت انگریزی زبان میں ہوئی ہے، خواہ مؤلف خود انگریز ہو یا غیر انگریز۔

3 . ibid

تاریخی روایات کے تعلق سے خلفائے اوّلین کے ارد گرد منظر عام پر آئی۔[1] ہم یہاں پر صرف ان کے اختلافی پہلو پر پر توجہ دیں گے؛ یعنی سزگین کے نظریہ کے مطابق پہلے راوی سے لے کر روایت کے جمع کرنے والے تک، ان میں سے ہر ایک کی تحقیق کریں گے اور مستقل روایات کے نقل وانتقال کا جائزہ لیں گے۔ وہ کہتا ہے کہ تحریف کے عمل کو مسلم اور یقینی ماننے کے لئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ پہلے راوی کی روایت کا متن جس کا مضمون معمولاً شہود عینی کی [درست یا ادّعائی] گزارشات پر مشتمل ہے کبھی بھی سرزنش اور انتقاد سے خالی نہیں ہے؛۔ چنانچہ وہ تزئین وآرائش (Embellishment) تقلیل (Extenuation) یا متن میں کسی بھی طرح کی مشابہ دستکاری کا انکار نہیں کرتا ہے؛ لیکن اس کا ماننا ہے کہ اس مرحلہ کے بعد متون قابل اطمینان اور لائق اعتماد نقل پر مبتنی ایک نظام کے مطابق منتقل ہوئے ہیں؛ اس کا یہ مطلب ہے کہ روایاتی جملہ بندی میں منحصر متون میں منابع کو جمع کرنے والوں کی دخل اندازی بغیر کسی مناسب وضاحت کے تبدیل نہیں ہو سکتی ہے۔[2]

ٹیلمان ناگل (Tilman Nagel/ متولد ۱۹۴۲ء) سیرت سے متعلق ہم عصر تحقیق کرنے والوں میں سے ایک ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے حوالے سے ابھی اس کی دو کتابیں منظر عام پر آئی ہیں؛[3] جن میں سے صرف ایک کتاب بعنوان: "حضرت محمد ﷺ: زندگی اور افسانہ" ہماری گفتگو اور بحث کا موضوع اور محور ہے۔ یہ کتاب ہزار صفحات پر مشتمل پیغمبر ﷺ کا نہایت ہی عالمانہ زندگینامہ ہے۔[4] گرگور شوئلر اس کتاب کے بارے میں کہتا ہے: "اس کتاب کے تعلق سے پہلی خوشی جو ہوئی وہ یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر تحقیق کی قابل احترام جرمنی روایت پھر سے شروع ہوئی ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ جلد ہی یہ روایت ختم ہو جائے گی۔ اگرچہ ناگل تحقیقات معاصر کے بارے میں چند صفحہ بحث کرتا ہے لیکن بظاہر حالیہ تحقیقات کے بنیادی

1.Ursula Sezgin , abu mikhnaf . Ein Beitrag zur historiographie der umaiyadisehen zeit , leiden : e .j. brill 1971

2.Gregor schoeler the biography of mohammad nature and authenticity p.5

3. T. nagel mohammad leben und legend muinch 2008, T . nagel allahs libeling : ursprung und erscheinungsformen des mohammedglaubens muinch 2008.

4.Gregor schoeler the biography of mohammad nature and authenticity p.11-12

ادراکات سے جاہل اور بے خبر ضرور ہے، بالخصوص تاریخ نقل کے شعبے میں اس کو واقفیت نہیں ہے۔ایسا لگتا ہے کہ وہ جان بوجھ کر جدید اور اہم مطالعات کے نتائج کو جو اس کے نظریات سے متضاد اور متصادم ہیں، نظر انداز کرتا ہے"۔[۱]

ناگل تاکید کرتا ہے کہ ہمیں غیر تاریخی مطالب (Vell of the Unhistorical) کی نقاب کو اتار پھینکنا چاہئے تاکہ صدر اسلام کے تاریخی حقائق تک ہماری رسائی ہوسکے یا ہم انھیں سمجھ سکیں۔یہ نقاب ایک طرف حضرت محمدؐ کی شخصیت کو غیر تاریخی دکھانے (تاریخ کی نابودی : Destruction of History)[۲] کے رجحان کو شامل ہے اور دوسری طرف ایک خاص افسانوی تشکیلی اصول (Legendary Formation Principles) کو بھی شامل ہے جن کا ذکر ناگل نے کیا ہے،اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ مکّہ کو ایک بہت برے شہر[۳] کی شکل میں پیش کیا ہے۔[۴] ناگل کے مطابق خود پیغمبر ﷺ نے اس تاریخی تحریف کے عمل کی شروعات کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ تاریخ نگاری ابتداء سے ہی بدل گئی[۵]۔ ناگل اسلام کے رائج منابع پر حاکم تشکیلی اصول کی کاپی کرکے اور اس سے پیدا شدہ تحریفات کو حذف کرکے امید کرتا ہے اس سے واقعی حوادث وواقعات کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ یہ بد اطوار صاحبِ قلم پیغمبر ﷺ کی نعوذ باللہ ایک بہت بری تصویر پیش کرتا ہے۔اس کی پوری کتاب اسلام کے بارے میں شدت کے ساتھ انتقادی نظریات سے پر ہے۔[۶] شایان ذکر ہے کہ ناگل کے بیشتر نظریات غلط ہیں اور ان کے غلط اور ناصواب ہونے کی نقد و تنقید کی بحث میں نشان دہی کی جائے گی۔

1.Ibid.p.12

۲۔Die Vernichtung GAESCHICHTE اس لیبل کی پشت پر لگا ہوا مفروضہ بہت دشوار اور پیچیدہ ہے اور اِس کلّی کی شکل وصورت میں جس کو ناگل نے آگے بڑھایا تھا بالکل ہی غلط ہے۔ گرکہ نے ثابت کیا ہے کہ یہ شاہد اصلی، ناگل کو اپنے نظریہ کہ دفاع میں ذکر کرتا ہے (وہ حدیث جس کی رو سے ایک مؤمن کو شکار کا گوشت کھانے کی اجازت ہے ، لیکن جب تک وہ حالت احرام میں ہے خود بنفس نفیس شکار نہیں کرسکتا) جو ناگل کے ادعا کے بر خلاف کی نشان دہی کرتا ہے ؛ در حقیقت ، ایک قدیم رائج فقہی حدیث ہے۔اور پہلی کتاب تاریخی جس میں یہ حدیث نقل ہوئی ہے، وہ واقدی کی کتاب ہے۔ (Ibid,p.12.fn.139)

3. {d} ie Herabwurdigung mekkan zum schlechthin Falschen= demotion of mecca to the categorically bad.

4Gregor schoeler the biography of mohammad nature and authenticity p.12

5Ibid..

6Ibid..

۲/۳۔ نظریہ "شکاکیت نو"

"تجدید نظر طلب" گروہ کی جوان تر نسل نے جان ونزبرو (John Wansbrough/۱۹۲۸۔۲۰۰۲ء) اور اس کے شاگردوں پاٹریشا کرونہ patricia Crone (/متولد ۱۹۴۵ء) اور مائیکل کوک (Michael Cook۱۹۴۰ء) کے بعد خود کو شکاکان نو (New Sceptics) کا نام دیا، جن کے نام کچھ اس طرح ہیں: یہوداد نوو (Yehuda D .Nevo/۱۹۳۲۔۱۹۹۲ء)، یوڈیتھ کورن (Judith Koren /۱۹۳۴۔۱۹۸۶ء)، نرمن کالڈر (Normaan Calder/ ۱۹۵۱۔۱۹۹۸ء)، ہربرٹ برگ (Herbert Berg /متولد ۱۹۰۷ء)، فرانسس ایڈوارڈز پیٹرز (Francis Edwards Peters/ متولد ۱۹۲۷ء)، کارل ہاہنز اہلیج (Karl Heinz Ohlig/ متولد ۱۹۳۸ء)، جیرالڈ ہاوٹنگ (Gerald R. Hawting/ متولد ۱۹۴۴ء) ویم راون (wem Raven)۔

فرد میگلرا ڈونر (Fred Mcgraw Donner/ متولد ۱۹۴۵ء) یہ شخص شکاکیت نو کو علمی پیراڈائم (اصلی نمونہ: paradigm) سے مشابہ ایک چیز جانتا ہے جس نے "روایت کی نقادی" (Tradition – Critival) کے قدیم تر نمونے کی جگہ لے لی ہے اور اس کا تعلق ایگناز گولڈ زیہر (Ignaz Gold ziher/ متولد ۱۸۵۰۔۱۹۲۱ء)، البرچٹ نوتھ (Albrecht Noth/ ۱۹۳۷۔۱۹۹۹ء)، مناخیم قسطر (Menachem JKister متولد ۱۹۴۴۔۱۹۶۹ء) اور اس کے مکتب سے ہے۔ فرد میگرا، دونر ہنری لامنس (Henri Lammens/ ۱۸۶۲۔۱۹۳۷ء) کو ایک پیشرو کی حیثیت سے اور جوسف شاخت (Joseph Schacht/۱۹۰۲۔۱۹۶۹ء) کو شکاکیت نو کا پہلا نمائندہ جانتا ہے۔[1]

جس طرح کی شکاکیت کے ونزبرو، کرونہ اور کوک طرفدار تھے وہ شکاکیت کوئی نوابتکار نہ تھی بلکہ ۱۹۷۰عیسوی کی دہائی کے اواخر میں اس کو دوبارہ زندگی ملی، جدید استدلالوں سے مضبوط و مستحکم ہوئی اور بین المللی مباحث کا محور قرار پائی۔ ۱۹۸۰ء اور ۱۹۹۰ء کی دہائیوں میں اس کو اور وسعت ملی۔ ابھی حال فی الحال اس شکاکیت نے کچھ زیادہ ہی افراطی شکل اختیار کر لی ہے۔ جوزف وان اس (Josef van Ess/ متولد ۱۹۳۴ء) نے اس نظریہ کے حامل بعض نمائندوں کی خود بینی کی صحت اور درستگی پر سخت تنقید کی ہے جو اپنے نظریہ کو منابع کی تنہا

1.Ibid.,p.9

ہوشمندانہ تفسیر کے عنوان سے معاشرے میں رواج دینے میں لگے ہوئے تھے۔

مؤثر تبلیغات اور مقبولیت عام جو کہ نشریات میں شائع شدہ غوغائی اور آشوب گرانہ مقالات کا نتیجہ ہے، کبھی اس سے یہ توہم پیدا ہوتا ہے کہ "شکّاکین نو" صدر اسلام کی تاریخ کے تعلق سے تاریخی تحقیقات میں غلبہ و برتری رکھتے ہیں۔[1]

ونزبرو اپنی کتاب "محیط فرقہ ای" میں حضرت محمد ﷺ کو پیغمبر عرب کی ایک مبہم شخصیت جانتا ہے جس نے گاہے بگاہے نعوذ باللہ اپنے بعض بے نام و نشان استدلالوں (Anonymous Logia) سے اعتبار حاصل کیا ہے۔ کرونہ اور کوک نے کتاب "ہاجریسم" میں یہاں تک پیشرفت نہیں کی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے تاریخی وجود کی ہی نفی کر دیں، اگرچہ پیغمبرؐ کی تاریخی اہمیت کو گھٹایا اور کم کیا ہے اور روایات پر مبتنی کلیدی اخبارِ سیرت کو غیر واقعی (غیر تاریخی) جانا ہے۔ لیکن یہودا دنوو(Yehuda D .Nevo/۱۹۳۲۔۱۹۹۲ء)، جوڈتھ کورن (Judith Koren/۱۹۳۴۔۱۹۸۶م) اور کارل ہینز اہلج Karl-Heinz Ohlig/ متولد ۱۹۳۸ء) جیسے بعض نئے شکاکین نے تو یہاں تک پیش قدمی کر ڈالی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالکل خود ساختہ اور افسانوی جانتے ہیں۔[2] فرانسیس اڈوارڈز پیٹرس (Francis Edwards Peters/ متولد ۱۹۲۷ء) نرمن کالڈر (NormanCalder/ ۱۹۵۱۔ ۱۹۹۸ء)، جیرالڈ ہاوٹنگ (Jerald r.Hawting/ متولد ۱۹۴۴ء)، ویم راون (Vem Ravin(awr اور ہربرٹ برگ (Herbert Berg) جیسے افراد کا شمار "شکّاکیت نو" کے دوسرے نمائندگان میں ہوتا ہے؛[3] جو خود چند شاخوں میں تقسیم ہوتے ہیں:

الف) ویم راون (Vem RAVEN) جیسے بعض شکاکین نو نے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے تعلق سے اسلامی منابع کی تاریخی وقعت اور قدر و قیمت کے خلاف اور زیادہ سے زیادہ دو صدی ہجری تک، گذشتگان کے تمام استدلالوں کی تدوین سے فراتر کوئی کام انجام نہیں دیا۔

ب) ان میں سے بعض دوسرے افراد جیسے ہربرٹ برگ(Herbert Berg / متولد ۱۹۰۷ء) اور نرمن کالڈر

---

1. ibid.

2.Ibid .

3.Ibid .

(Norman Calder/۱۹۵۱ـ۱۹۹۸ء) نے اپنی تحقیق سے مأخوذ چند استدلال کا اس میں اضافہ کیا ہے، لیکن مکمل طریقے سے اپنے اسانید کی جانب سے پیش کئے گئے نمونوں (Paradigm) کے پابند رہے ہیں۔[1] کالڈر کوشش کرتا ہے کہ "الموطا" مالک اور "المصنف" عبد الرزاق جیسے بعض سابقہ عربی آثار کی جغرافیائی حیثیت اور محدثین کی نقل روایت کو پیش کرکے تضعیف کرے کہ ان کی مکتوبی نقل کی شروعات دیر سے ہوئی ہے [یعنی آخری خطی نسخہ سے دقیق نسخہ برداری کے بعد ان کی نشر واشاعت کا کام نسبتاً دیر سے شروع ہوا ہے] اور یہ کہ اس طرح کی کتابیں مختلف تصحیحی متون میں باقی رہ گئی ہیں۔[2] یہ مصنفین صرف روش نگاری کے شیدا ہیں ؛ان میں سے بعض شماریاتی تحلیل (Statistcal Analyses) کے ذریعے کام کرتے ہیں ، جن کا معیار مشکوک ہے اور بعض اوقات بآسانی ان کی تکذیب کردی جاتی ہے؛ لیکن الفاظ شناسی (Philologicl) کی روش جو بظاہر ایک ناچیز علمی فعالیت سمجھی جاتی ہے، شاذ و نادر ہی توجہ کا باعث ہوتی ہے۔[3]

ج) ان میں سے بعض دوسرے جیسے یہودا دنوو (Yehuda D Nevo/۱۹۳۲ـ۱۹۹۲ء)، جوڈتھ کورن (Judith Koren/۱۹۳۴ـ۱۹۸۶ء) اور کارل ہینز الہیج (Karl Heinz Ohlig /متولد ۱۹۳۸ء) مدعی ہیں کہ "سنّت سے ہاتھ دھولینا چاہئے" اور ان کا یہ دعوی کبھی سکہ شناسی (Numismatics)، کتبہ شناسی (Epigraphy) یا مادّی و خارجی شواہد کی نامتعارف تفسیروں پر مبتنی ہوتا ہے۔ وہ اپنے پیشواؤں کے اسوہ کی پیروی کرتے ہیں جنھوں نے ان روشوں سے استفادہ کیا ہے۔ نوو اور کورن جنھوں نے نگو (Negev)[4] کے قدیمی عربی کتبوں کا مطالعہ کیا ہے، دعویٰ کرتے ہیں کہ صدر اسلام کے باقیماندہ ان کتبوں میں خاص طور پر قرآنی جملوں اور عبارتوں کے نہ ہونے سے، متنِ قرآن کی آخری تصحیح کی متاخر تاریخی گزاری (Late – Dating) میں ونز برو کے نقطۂ نظر کی تائید

1. Ibid , p ,10

۲۔ وہ نقل روایات کی خاص خصوصیات کی بنیاد پر اسلامی وعظ و خطابت کے اسلوب میں بہتر تبیین ہوتے ہیں۔

Cf . gregor schoeler the oral and the written in early islam , trans u , vagelpohl , ed . j . Montgomery London & new york . p 28-61 . esp 33-44, 2006

3. Gregor schoeler the biography of mohammad nature and authenticity ,p .10

۴۔ اسرائیل کے جنوب میں ایک بیابان کا نام ہے جو سرزمین اسرائیل کے ۵۵ فیصد حصے کو شامل ہے۔

ہوتی ہے۔[۱]

"تجدید نظر طلب" گروہ کے نظریات بالخصوص نظریہ "شکاکیت نو" پر تنقید و تبصرہ

طالبان تجدید نظر اور شکّاکین نو کے جو اقوال ذکر کئے ہیں اس کے پیش نظر ایسا لگتا ہے کہ مندرجہ ذیل موارد میں ان کے آراء و نظریات تنقید پذیر اور قابل نقد و تبصرہ ہیں:

تنقید (۱) مقدس کتابوں میں نبوت حضرت محمد ﷺ کی بشارت

یہود و نصاریٰ کی مقدس کتابوں میں حضرت محمد ﷺ کے تعلق سے تیس سے زیادہ بشارتیں موجود ہیں جو حضرت رسول مقبول ﷺ کی رسالت پر دلالت کرتی ہیں، چنانچہ ذیل میں ہم کچھ اہم بشارتوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں:

۱۔توریت ،سفر تثنیہ ،باب ۱۸،آیات ۱۵ سے ۱۸ تک میں یوں بیان ہوا ہے :"یہوہ ،تمہارا خدا ، تمہارے درمیان تمہارے بھائیوں میں سے ایک نبی میرے جیسا مبعوث کرے گا،اس کی باتیں سنو۔حوریب " کوہ طور" پر حضرت موسیٰؑ نے بروز اجتماع یہوہ ، اپنے خدا سے سؤال کیا،اس کی رو سے کہا: اب میں اپنے خدا یہوہ کی آواز دوبارہ نہیں سنوں گا اور اس عظیم آگ کو اب دوبارہ نہیں دیکھوں گا، مبادا مر جاؤں ؛اور خدا نے مجھ سے کہا: اور کتنا اچھا کہا:ایک نبی ان کے لئے ان کے بھائیوں کے درمیان سے تیرے جیسا مبعوث کروں گا اور اپنا کلام اس کے دہن میں رکھ دوں گا اور جس چیز کا اس کو حکم دوں گا ان سے بھی بیان کروں گا"۔

مذکورہ بالا آیات کی رو سے بنی اسرائیل کے لئے ،ان کے بھائیوں کے درمیان سے حضرت موسیٰ جیسا ایک پیغمبر آئے گا۔ پوری تاریخ میں کوئی بھی نبی حضرت محمد ﷺ جیسی شباہت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نہیں رکھتا۔ دونوں پہاڑ پر مبعوث برسالت ہوئے ،اور بت پرست قوم کی طرف بھیجے گئے تاکہ انھیں یکتا پرستی کی دعوت دیں، دونوں نے معجزات بھی دکھائے جن معجزات کو اکابر و بزرگان قوم نے سحر و جادو کا نام دیا۔اور

۱۔شایان ذکر ہے کہ شکاکان نو مذکورہ نتائج تک اہلسنت کے منابع کی بنیاد پر پہونچے ہیں ،جبکہ مکتب شیعہ میں حدیث کی کتابت صدر اسلام سے شروع ہوئی ہے۔ مزید معلومات کے لئے رک: سید رضا مؤدب ،تاریخ حدیث ، ص ۲۳۔۸۳ (قم، مرکز جہانی علوم اسلامی، ۱۳۸۴)؛ مجید معارف ، تحلیلی کارکردگی کے ساتھ حدیث کی عمومی تاریخ، ص۲۰۱۔۲۹۹ (تہران، کوئر، ۱۳۸۸)، ؛نہلہ غروی نائنی،تاریخ حدیث شیعہ، ص۱۹۔۳۲۵۔ (تاقرن پنجم)، قم، شیعہ شناسی، ۱۳۸۶)

جب قوم کے اکابرین نے ان کی تکذیب کی اور انھیں قوم کے کمزور اور دبے کچلے لوگوں کے درمیان سے کچھ پیروکار ملے اور ہجرت پر مأمور ہوئے اور توکافر قوم کے اکابرین اور بزرگان ان کے پیچھے پڑ گئے اور ان کا تعاقب کیا تاکہ انھیں قتل کر دیں اور خدا نے دونوں کو بذریعۂ معجزہ نجات دی اور دونوں اپنے پیروکاروں اور اصحاب کے ساتھ ساحل مراد تک پہونچے اور اس کے بعد احکام اور دینی دستورات انھیں تفویض کئے گئے اور دشمنوں کے خلاف جہاد اور مسلحانہ جنگ پر مأمور ہوئے اور خدا نے دونوں کی دشمنوں کے مقابلے تائید و نصرت فرمائی اور سر انجام اپنی قوم کے درمیان جبکہ وہ قوم کی رہبری اور ہدایت کر رہے تھے وفات پا گئے۔اسی طرح یہ بات بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ دونوں پیغمبر، صاحب شریعت تھے۔کیا حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان ان تمام شباہتوں کی موجودگی کے باوجود اس بات میں اب بھی کسی شک کی گنجائش ہے کہ ان آیات تورات میں موعودِ حضرت موسی علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ نہیں ہیں ؟

۲۔حضرت عیسی علیہ السلام آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے اپنے بعد کسی دوسرے کے آنے کی بشارت دیتے ہیں جس کو یونانی متن میں ''پاراگلیتوس'' اور ایک سریانی ترجمہ میں فاقلیطا''کہا گیا ہے ۔یہ بشارت انجیل یوحنا ، باب ۱۴،آیت ۱۶ میں ذکر ہوئی ہے جس میں یوحنا حضرت عیسی علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے کہتا ہے : ''میں باپ سے دعا کروں گا اور وہ تمہیں ایک دوسرا مدافع (فارقلیطا) عطا کرے گا تاکہ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہو''۔

جیسا کہ ملاحظہ کر رہے ہیں حضرت عیسی علیہ السلام اپنے حواریوں اور اصحاب کو ایک دوسرے فارقلیطا کے آنے کی بشارت دیتے ہیں۔انجیل یوحنا سے مسیحیوں کے فارسی تراجم میں اس لفظ کا ترجمہ تسلی دہندہ، مدافع اور اس جیسے دوسرے الفاظ سے کیا گیا ہے۔یہ آیت اور حضرت عیسی علیہ السلام اس آیت کے تعلق سے اپنی گفتگو میں جو توضیح دیں گے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے باحتمال قوی حضرت محمد ﷺ کے آنے کی بشارت دی ہے۔

۳۔انجیل یوحنا، باب ۱۶،آیت ۷ کی رو سے حضرت عیسٰی علیہ السلام فارقلیطا کے تعلق سے توضیحات کے استمرار میں فرماتے ہیں کہ جب تک وہ نہیں جائیں گے وہ نہیں آئیں گے : ''باین صورت، میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ

میرا جانا تمہارے لئے سود مند ہے، کیونکہ اگر نہیں جاؤں گا، وہ مدافع (فارقلیطا) تمہارے پاس نہ آئے گا؛ اور اگر چلا گیا تو اس کو تمہارے پاس بھیجوں گا"، یہ آیت نشان دہی کرتی ہے کہ فارقلیطا حضرت عیسیٰ (ع) کے بعد آئے گا، اس کے علاوہ اس آیت سے اس بات کی بھی نشان دہی ہوتی ہے کہ جو حقیقی مسیحی ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد لازم ہے کہ ایک دوسرے موعود کے انتظار میں رہیں۔

۴۔ انجیل یوحنا، باب ۱۶، آیت ۸، فارقلیطا کے بارے میں حضرت عیسیٰ سے نقل کرتے ہوئے کہتی ہے: "اور جب وہ آئے گا تو دنیا کو عدل و انصاف اور ترک گناہ کی راہ پر چلائے گا" یہ آیت بھی نشان دہی کرتی ہے کہ وہ فارقلیطا جس کا وعدہ کیا گیا ہے، حضرت محمد ﷺ ہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ (ع) کے بعد حضرت رسول مقبول ﷺ کے بقدر کسی نے بھی لوگوں کو عدل و انصاف اور ترک گناہ کی راہ پر چلانے کے لئے کوشش نہیں کی ہے۔ اور آپ کی دعوت عالمی اور جہانی تھی۔ چنانچہ بہت سارے ملکوں کے بادشاہوں کو بھی آپ ﷺ نے راہ حق و حقیقت کی دعوت دی تھی اور انھیں خطوط ارسال کئے تھے۔ اور یہ امر ایک طرح سے دنیا والوں کو عدل و انصاف اور ترک گناہ کی راہ پر چلنے پر مجبور کرنے سے سازگاری رکھتا ہے۔

۵۔ انجیل یوحنا، باب ۱۵، آیت ۲۶، حضرت عیسیٰ سے نقل کرتے ہوئے کچھ یوں نقل ہوا ہے: "لیکن جب وہ مدافع (فارقلیطا) جس کو باپ کے پاس سے تمہارے پاس بھیجوں گا، تشریف لائے، یعنی روح صدق جو باپ کے پاس سے آئے گی وہ خود میرے بارے میں شہادت دے گی"۔ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ فارقلیطا حضرت عیسیٰ (ع) کی حقانیت کی شہادت دے گا، اور ہم جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے بارہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی ہے اور مسیحیوں نے جو بہت ساری تہمتیں حضرت عیسیٰؑ پر لگائی ہیں، ان کی بھی نفی فرمائی ہے۔ لہٰذا یہ آیت بھی اس امر کی ایک دوسری نشانی کے طور پر ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ مدّ نظر موعود حضرت محمد ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

۶۔ انجیل یوحنا، باب ۱۶، آیت ۱۳: اس آیت میں حضرت عیسیٰؑ سے نقل کرتے ہوئے یوں ارشاد ہوا ہے: "لیکن جب وہ روح صدق آئے گا تو تم سب کو راہ راست کی ہدایت فرمائے گا، کیونکہ وہ از خود تکلم نہیں کرتا بلکہ جو کچھ سنا ہے وہ سخن زبان پر لائے گا اور تمہیں آئندہ باتوں کی خبر دے گا"۔ یہ امر کہ وہ خود سے کلام نہیں کرتا، بخوبی اس فارقلیطا کے پیغمبر ہونے کی دلیل ہے جس کا حضرت عیسیٰؑ نے وعدہ فرمایا ہے۔ یہ بات کسی پر بھی پوشیدہ

نہیں کہ خود قرآن میں بھی حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ خواہشات نفسانی سے کلام نہیں کرتا ہے بلکہ وہی کہتا ہے جو خدا اس پر وحی کرتا ہے۔ (نجم، ۳۔۴) اس کے یعنی فارقلیطا کے آئندہ کی باتوں کی خبر دینے کے تعلق سے عرض ہے کہ بہت سارے حوادث و واقعات کی حضرت محمد ﷺ نے خبر دی ہے اور پیشین گوئی کی ہے اور یہ تمام پیشین گوئیاں تاریخ و سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔[۱]

بنابراین، توریت و انجیل کی مذکورہ بالا آیات کو ملاحظہ کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے آنے کی بشارت ایک حتمی، یقینی اور ناقابل انکار امر ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد تاریخی قرائن و واقعات حضرت رسول مقبول ﷺ کی بشارت کی صحت و درستی کی نشان دہی کرتے ہیں۔

تنقید (۲): قرآن میں حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے تعلق سے حضرت عیسیٰؑ کی بشارت

اعجاز قرآن اور اس کی حجیت اور حقانیت کے اثبات کے پیش نظر انصاف پسند مسیحیوں اور مغربی محققین قرآن[۲] کے لئے یہاں پر حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے تعلق سے حضرت عیسیٰؑ کی بشارت سے استناد کیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی پیغمبرؑ صاف اور صریح طریقے سے اور بغیر کسی ابہام کے کسی دوسرے شخص کو پیغمبر خداؐ کے عنوان سے پہچنوائے تو اس شخص کی پیغمبری ثابت ہوتی ہے؛ جیسے حضرت موسیٰؑ کا جناب ہارون کی معرفی کرنا،[۳] اور حضرت عیسیٰؑ کا حضرت محمد ﷺ کی بنوت کی بشارت دینا۔

بعض آیاتِ قرآن کی رو سے حضرت عیسیٰؑ نے حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی بشارت دی ہے، جن میں سب سے اہم ترین آیت سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۷ ہے؛ جس میں ارشاد ہوتا ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ جو لوگ کہ

۱۔ مزید آگاہی کے لئے مراجعہ کریں: محمد رسول دریایی، توریت و انجیل میں پیغمبر موعود، تہران، انتشارات مہدی،۔ ص ۲۱۱ – ۲۱۳۔ ۱۳۷۶

۲۔ رک: سید ابو القاسم خوئی، البیان فی تفسیر القرآن، ص ۳۳-۷۸؛ سید محمد حسین طباطبایی، المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۵۸-۸۹۔ (قم مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان، ۱۴۱۲ھ)

۳۔ رک: طہ، ۲۰-۳۶، ۳۲

پیغمبرِ نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ وہ نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے منع کرتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال قرار دیتا ہے اور خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے اور ان پر سے احکام کے سنگین بار اور قید و بند کو اٹھا دیتا ہے، پس جو لوگ اس پر ایمان لے آئے ،اس کا احترام کیا ،اس کی مدد کی اور اس نور کا اتباع کیا جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے ،وہی حقیقت میں فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں۔

علامہ طباطبائی اس تعلق سے فرماتے ہیں کہ "قرآنی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ توریت اور انجیل نے خاتم الانبیاء ﷺ کے آنے کی بشارت دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

" الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ..... "

جو لوگ کہ پیغمبر نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔۔۔[1]

دوسری آیات بھی حضرت رسول ﷺ کی بشارت کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

الف) بقرہ،۱۴٦/انعام،۲۰: "الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔" جن کو ہم نے آسمانی کتاب دی ہے وہ اس [پیغمبر] کو اپنے فرزندوں کی طرح پہچانتے ہیں ۔

ب) انعام ۱۱۴: " أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ "۔اور وہ جنھیں ہم نے آسمانی کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ کتاب تمہارے پروردگار کی جانب سے حق کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔

ج) صف،٦: " وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ "۔اور [یاد کرو وہ وقت] جب عیسی بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل میں تمہاری جانب خدا کا بھیجا ہوا رسول

۱۔ رک: سید محمد حسین طباطبائی، المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۸، ص ۲۷۸ – ۲۸۲؛ ج ۱۹، ص ۲۵۱ - ۲۵۴۔

ہوں، اپنے پہلے کی کتاب "توریت" کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا نام احمد ہے۔

مذکورہ آیات میں سے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۶ اور سورہ انعام کی آیت نمبر ۱۱۴، اس بات کی صراحت نہیں کرتی ہیں کہ اہل کتاب پیغمبر کو پہچانتے تھے بلکہ ان میں بیان ہوا کہ اہل کتاب کو ان امور کا علم ہے اور علم رکھنے کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ یہ امور ان کی مقدس کتاب میں ہوں، بلکہ اس علم کا سرچشمہ ممکن ہے ان کی زبانی سنت اور دہن بہ دہن، یہ بات ان تک پہونچی ہو۔ البتہ دوسرے احتمالات کا وجود بھی ممکن ہے۔[1] لیکن سورۂ صف کی آیت ۶، اور سورۂ بقرہ کی آیت ۱۵۷ مختلف ہیں؛ کیونکہ صف کی آیت ۶ میں بیان ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے حضرت محمد ﷺ کے آنے کی بشارت دی ہے اور دوسری آیت میں بیان ہوا ہے کہ توریت و انجیل میں پیغمبر اسلامؐ کا ذکر موجود ہے۔ صف کی آیت ۶ سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے حضرت محمد ﷺ کے آنے کی بشارت دی ہے؛ لیکن یہ بیان نہیں ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا نام اناجیل میں ذکر ہوا ہے۔ دوسری آیت بھی صرف یہ بات ثابت کرتی ہے کہ توریت میں پیغمبرؐ کی بات کی گئی ہے؛ لیکن عین ممکن ہے بیانِ صفات کی صورت میں ہو اور صفات کی معرفی کی گئی ہو؛ نامِ نامی کے ذکر کی صورت میں نہیں۔ بنابرایں، ساری آیتوں کا مرور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ توریت و انجیل میں حضرت رسول مقبول ﷺ کے آنے کی بشارت قابل انکار نہیں ہے۔

البتہ موجودہ توریت و انجیل میں بالصراحت ایسی بشارت کا نہ ہونا، قرآن کے دعویٰ کے باطل ہونے کی دلیل نہیں ہے؛ کیونکہ توریت اور اناجیل اربعہ جو آج ہماری دسترس میں ہیں، ان میں واقعی اور اصلی توریت و انجیل کے تمام مطالب بعینہٖ موجود نہیں ہیں اور خود علمائے یہود و نصاریٰ اعتراف کرتے ہیں کہ اصلی توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی مفقود ہو گئی ہے اور کافی برسوں کے بعد جو توریت لوگوں کے دلوں میں محفوظ رہ گئی تھی، اس کی بنیاد پر دوبارہ اس کی تدوین عمل میں آئی ہے، اور یہی مشکل انجیل کی بھی ہے۔ شایان ذکر ہے کہ دسیوں انجیل کی نابودی کے بعد اور ایک قول کے مطابق ان کی تعداد پچاس تک بھی

۱۔ عبد الرحمٰن سلیمانی اردستانی، "قرآن کریم اور انبیاء کی بشارتیں"، ہفت آسمان، ۱۶ (۱۳۸۹)

پہونچتی ہے، ۳۲۵ عیسوی میں بزرگان مسیحیت جمع ہوئے اور آخر کار اناجیل اربعہ کو رسمیّت بخشی۔[۱]

تنقید (۳) حضرت محمد ﷺ اور آپ کی بعثت کے بارے میں قرآن میں بکثرت آیات کا وجود

حضرت محمد ﷺ اور ان کی بعثت کے بارے میں قرآن میں بکثرت آیات موجود ہیں جن کی مجموعی تعداد پانچ سو تک پہونچتی ہے۔[۲] رعایت اختصار کے پیش نظر فقط ان میں سے اہم ترین کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

الف): "إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ"۔ ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا؛ اور تم (ابلاغ رسالت کے بعد) دوزخیوں (کی گمراہی) کے مسئول اور ذمہ دار نہیں ہو۔

ب): " مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا۔" تم تک جو بھی اچھائی پہونچتی ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور جو بھی برائی پہونچتی ہے وہ خود تمہاری طرف سے ہے اور اے پیغمبر ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے رسول بنایا ہے اور خدا گواہی کے لئے کافی ہے"۔

ج): " كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ"۔ اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی قوم کے درمیان بھیجا جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی تھیں تاکہ آپ ان چیزوں کی تلاوت کریں جنھیں ہم نے آپ کی جانب وحی کی ہے درحالیکہ وہ لوگ رحمان کے انکار کرنے والے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ وہ میرا رب ہے اور اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی جانب میری واپسی ہے۔

د): " إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ "۔ ہم نے آپ کو حق کے ساتھ

۱۔ رک: عبداللہ جوادی آملی، "قرآن کریم وحی و نبوت"، ص۲۶۱-۳۸۲ (قم، مرکز نشر اسراء، ۱۳۸۱)
۲۔ رک: خلیل اللہ صبری، طبقات آیات، ص۵۱-۱۲۵۔ (تہران، امیر کبیر، ۱۳۴۴)

بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔[۱]

مذکورہ بالا آیات میں پیغمبرؐ سے خطاب میں تمام لوگوں پر آپ کی رسالت کا ذکر ہوا ہے جو آپ کی بعثت کی دلیل ہے؛ یعنی حضرت رسول مقبول ﷺ ان میں بشیر و نذیر بر حق ہیں اور تمام لوگوں کے لئے مبعوث برسالت ہوئے ہیں۔ چنانچہ مرحوم طبرسی رحمت اللہ علیہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۱۹ کے ذیل میں مرقوم فرماتے ہیں: خداوند عالم نے اس آیۂ شریفہ میں بیان فرمایا ہے کہ اس نے اپنے پیغمبر کو دلائل و معجزات کے سبب حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ۔اور جملۂ "إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ" میں پیغمبر کو یہ تسلی دی ہے کہ اے پیغمبر تم تنہا بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہو اور تم سے دوزخیوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا، اور یہ ضروری نہیں ہے کہ تم انھیں قبول کرنے کے لئے مجبور کرو ۔اس جیسی دوسری قرآنی آیات بھی ہیں جن میں پیغمبر کو تسلی دی گئی ہے؛ بطور مثال آیت ذیل ملاحظہ کیجئے: " لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ"۔ ان کی ہدایت [جبری طور پر] تم پر نہیں ہے۔[۲]

آیت اللہ مکارم شیرازی آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں: اس آیت میں خداوند عالم کا روئے سخن پیغمبرؐ کی جانب ہے اور اس آیت میں خدا نے تحکمانہ معجزات کی طلب اور اور کافروں کی دوسری بہانہ جوئیوں کے مقابلے میں پیغمبرؐ کے وظیفہ کو مشخص کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے پیغمبرؐ! تمہارا وظیفہ ہے کہ ہمارے احکام و دستورات کو تمام لوگوں کے لئے بیان کرو، انھیں معجزات دکھاؤ، اور حقائق کی منطق کے ساتھ وضاحت کرو اور یہ دعوت نیکوکاروں کی تشویق اور بدکاروں کی تخویف کے ہمراہ ہو، یہ تمہارا وظیفہ ہے۔[۳]

۱۔اسی طرح رجوع کیجئے: (نسا، ۸۰)، اسرا، ۵۴)، (انبیا، ۱۰۷)، فرقان، ۵۶)، (سبأ، ۷۸)، (شوری، ۴۸)، (بقرہ، ۱۴۷)، (انعام، ۳۷)، (توبہ، ۱۲۸، ۳۳، ۱۲۹۹)، (صف، ۶)، (حجر، ۹۱، ۹۰، ۸۹)، مزید آگاہی کیلئے رجوع کیجئے: خلیل اللہ صبری، طبقات آیات، ج۱، ص۳۹۱، (تہران، امیر کبیر، ۱۳۴۴)

۲۔ رک: ابو علی فضل بن حسن طبرسی، مجمع البیان لعلوم القرآن، ج۱، ص۳۹۱ (طہران، مؤسسۂ ھدی للنشر والتوزیع، ۱۴۱۷ھ)

۳۔ ناصر مکارم شیرازی اور معاونین تفسیر نمونہ، ج۱، ص۴۸۴۔ (تہران، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۸۷)

تنقید (۴): پیغمبر اسلامؐ کے وجود اور نبوت کے اثبات پر دلالت کرنے والے قطعی شواہد و قرائن

کچھ قرائن و شواہد کی جمع آوری، مدعی نبوت کی نبوت کے اثبات کے لئے ایک دوسری راہ ہے۔ اور وہ قرائن کچھ اس طرح کے ہوں کہ ان کو دیکھ کر انسان کو خاطر خواہ اطمینان یا عین ممکن ہے یقین حاصل ہو جائے کہ مدعی نبوت خدا کا فرستادہ اور اس کا رسول ہے۔ وہ قرائن جو رسالت کے ہمراہ اور اس کا لازمہ ہیں اور انبیاء کے بارے میں ان کے ذریعہ تحقیق کی جاتی ہے، حضرت محمد ﷺ کے تعلق سے بھی ایسے قرائن و شواہد پائے جاتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ مدعی کے روحی و اخلاقی خصوصیات کی تحقیق، مال و جاہ سے اس کی بے رغبتی اور لوگوں کے درمیان اس کا سوابق زندگی؛[۱] چنانچہ پیغمبر اسلامؐ بھی نقل تاریخی کی بنیاد پر اس سے بہرہ مند رہے ہیں۔

۲۔ جائے بعثت کا ماحول اور اس کی فضا؛ یہ بات مسلّم ہے کہ جب ایک ایسی قوم سے جو امی ہے، لکھنا پڑھنا نہیں جانتی اور تہذیب و تمدن سے بیگانہ ہے، کوئی ایسا شخص مبعوث ہو جو عادی اور عمومی تحصیلات سے محروم ہو اور وہ لوگوں کو پاکی و نیکی، پارسائی اور صحیح نظام زندگی کی دعوت دے اور دعویدار نبوت ہو تو یہ بات اس کے صدق و راستی کی گواہ اور سچائی کی ضامن ہے۔[۲] اور اس کا مکمل مصداق رسول گرامی اسلامؐ ہیں۔

۳۔ معارف و احکام کی رو سے اس کے دین و آئین کی سوغات؛ جب اس کی باتیں علمی معارف کے باب میں موازینِ عقل سلیم اور فطرت پاک کے عین مطابق ہوں اور صفات خدا اور مبدا و معاد سے مربوط معارف کی شناسائی میں صحیح ترین راہ سے وارد ہو اور نظام ہائے اخلاقی و اجتماعی کے بیان میں معاشرے کی عالی ترین نظام کی سمت رہبری کرے اور افراط و تفریط کی راہ سے دوری اختیار کرتے ہوئے اپنے پیروکاروں کے درمیان، انسانی فضائل اور اخلاقی خصائل کی پرورش کرے اور انھیں صفات رزیلہ، خصائل نامحمودہ اور آلودگیوں کی طرف جانے سے روکے اور منع کرے تو یہ محتویات اور مشتملات خود، خدا سے اس کے ارتباط کے گواہ بن سکتے ہیں۔[۳] اور اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ تاریخی نقل و واقعات مذکورہ بالا مطالب کو پیغمبر اسلامؐ کے

۱۔ رک: عبد اللہ جوادی آملی، وحی و نبوت در قرآن، ص ۳۹۱-۳۹۵۔
۲۔ رک: سابق حوالہ، ص ۳۸۲-۳۸۹۔
۳۔ رک: سابق حوالہ، ص ۳۹۶۔

بارے میں ثابت کرتے ہیں۔

۴۔دعوت و تبلیغ کی راہ میں ثبات و پائیداری اور گفتار و کردار میں مطابقت ؛[1] اور رسول گرامی اسلامؐ اس خصوصیت میں تمام انبیاء سے افضل و برتر ہیں۔

۵۔اس روش اور ان اسباب و وسائل کی تحقیق جن کا استعمال وہ اپنے آئین کی برتری اور ترقی کے لئے کرتا ہے،اس سے اس کی راست گوئی [سچائی] یا دوروغ گوئی [جھوٹ] ثابت ہو سکتی ہے اور اس کے پیروکاروں کی حالت و وضعیت بھی اس کی نبوت کی پہچان اور شناخت کا ایک طریقہ ہے۔[2] جس وقت اس کے اکثر اعزہ واقارب جو اس کی وضع زندگی سے مکمل آگاہی رکھتے ہیں ،اس پر ایمان لے آئیں یا جو اس کے گرویدہ ہوئے ہیں ان میں سے اکثر اہل خرد ہوں،اور لوگوں کے درمیان ان کی شناخت پاکی اور درستی کے ساتھ ہو، تو یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ وہ حقیقت میں خدا کا رسول اور فرستادہ ہے۔

مذکورہ تمام راہیں جن کی تحقیق کی گئی ہے، پیغمبر اسلامؐ کے بارے میں دستیاب اور فراہم رہی ہیں۔چنانچہ ان تمام مذکورہ باتوں کی بنیاد اور معیار پر آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت قطعی و یقینی ہے۔

۵) حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کچھ مغربی مفکرین اور دانشوروں کے اثباتی اظہارات

کارن آرمسٹرانگ (Karen Aemstrong / متولد ۱۹۴۴ عیسوی) کتاب ''سوانح حیات مرسل اعظم ﷺ'' [Muhammad A Biography of Prophet] میں پیغمبر اسلامؐ کو تاریخ کا عظیم نابغہ قلمداد کرتا ہے؛[3] جبز لسر پرسی سائکس (۱۸۶۷۔۱۹۴۹عیسوی) مشہور انگریز رائٹر کتاب ''تاریخ ایران'' میں حضرت محمد ﷺ کو ایک بلند مقصد انسان سمجھتا ہے؛[4] جان دیون پورٹ (John Deven Port/۱۷۸۹۔۱۸۷۷عیسوی) مشہور انگریز اسلام

۱۔رک: سابق حوالہ، ص ۳۹۷-۴۰۰۔

۲۔مزید اطلاع کے لئے،رک: جعفر سبحانی، الٰہیات و معارف اسلامی، ص ۲۰۷-۲۱۷ (ع) قم، مؤسسۂ امام صادق،۱۳۷۶، ؛ ناصر مکارم شیرازی و معاونین، پیام قرآن، تہران، دار الکتب الاسلامیہ، ج۷، ص ۲۶۳-۳۱۵، ۱۳۷۷، قابل ذکر ہے کہ کسی کے وجود پر بہترین استدلال اس کے اثر کا وجود ہے کہ یہاں قرآن پیغمبر اسلام ﷺ کا زندۂ جاوید معجزہ ہے اور متعدد آیات میں تحدی (چیلنج) کیا ہے اور ایک مثل لانے کا مطالبہ کیا ہے لیکن کوئی بھی اس کی مثل نہ لا سکا؛ لہٰذا ہر اثر اپنے خالق کے وجود پر دلیل ہے۔

۳۔کارن آرمسٹرانگ، زندگینامہ حضرت محمد [ﷺ]، ص ۶۳۔ترجمہ کیانوش حشمتی، تہران، حکمت، ۱۳۸۳

۴۔سرپرسی سائکس، تاریخ ایران، ج۱، ص۴۲۶، ترجمہ سید محمد تقی فخر داعی گیلانی، تہران: دنیائے کتاب۔۱۳۷۷۔

شناس کتاب ''محمد اور قرآن کے حضور عذر تقصیر'' [طبع لندن، سن طباعت ۱۸۶۹عیسوی] میں پیغمبر اسلامؐ کو ایشیاء کا افتخار قلمداد کرتا ہے؛[1] توماس کارلائل(Thomas Carlyle/۱۷۹۵۔۱۸۸۱عیسوی) رجال شناس اور انگریز مفکر کتاب ''قہرمان اور قہرمانیت'' (Hero and Heroworship) میں پیغمبر اسلامؐ کو قہرمان (فاتح) اور اشجع الناس جانتا ہے؛[2] لئون تولستوی (Tolstoi/۱۸۲۸۔ ۱۹۱۰عیسوی) مشہور روسی رائٹر نے ''محمد'' عنوان کے تحت ایک کتاب لکھی ہے اور یہ کتاب اس نے ان لوگوں کی ردّ میں لکھی ہے جنھوں نے آپؐ کو سلطنت طلبی اور شہوت رانی سے متّہم کیا ہے۔یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس نے ایک مخصوص اور جداگانہ رسالہ میں آپؐ کے حکیمانہ اقوال جمع کئے ہیں اور ان کا روسی زبان میں ترجمہ کیا ہے اور ''اقوال محمدؐ'' کے عنوان سے اس رسالہ کو شائع کیا ہے۔وہ پیغمبر اسلامؐ کو فرشتۂ نجات کہتاہے ؛[3] فرانسوا ماریہ آروٹ ولٹر(VoltaireFrancois-Marie Arout/۱۶۹۴۔۱۷۷۸عیسوی) عظیم فرانسوی رائٹر اور مفکر ودانشور کتاب ''کلیات ولٹر''[4] میں پیغمبر اسلامؐ کو عدل قائم کرنے والا فرمانروا(حاکم) جانتا ہے۔[5] سرولیم میور (Sir William Muir/۱۸۱۹۔۱۹۰۵عیسوی) نامور انگریز مؤرخ کتاب ''حیات محمد'' میں پیغمبر اسلام ﷺ کو تاریخ بشریت کا ایک عظیم مصلح کہتا ہے۔[6] ڈاکٹر گوسٹاوے لیبون (Goustawe Lebon /۱۸۴۱۔۱۹۳۱عیسوی) مشہور فرانسوی صاحب قلم پیغمبر اسلام ﷺ کو ایک نامی گرامی اور عظیم المرتبت انسان سمجھتا ہے؛[7] گیور گیو کونسٹانٹن یرگل(Gheorghiu Constantin Yirgil /۱۹۱۶۔ ۱۹۹۲عیسوی) رومانیائی مصنف اپنی کتاب ''محمد وہ پیغمبر جس کو پھر سے پہچاننے کی ضرورت'' میں حضرت محمد ﷺ کے انقلاب کو فرانس کے انقلاب سے بڑا جانتا ہے ؛[8] جارج برنارڈ شاؤ (Georg Bernard Shaw/۱۸۵۶۔۱۹۰۵عیسوی) ائرلنڈی داستان نویس جو ادبیات معاصر کا مشہورترین چہرہ ،ڈارامہ نویسی میں شکسپیر کاہم پلہ اور انگریزی زبان میں استاد طنز و مزاح ہے،وہ حضرت محمد ﷺ کو پوری دنیا پر پرتو افگن

۱۔ جان ڈیون پورٹ محمد اور قرآن کے حضور عذر تقصیر، ص ۱۳۔۱۵۔ ترجمہ سید غلام رضا سعیدی، قم و تہران، دار التبلیغ اسلامی، [بی تا]

۲۔ سید غلام رضا سعیدی، ہمارے پیغمبر کی زندگی کے قصے، ص ۱۵۳۔ قم، دفتر تبلیغات اسلامی، ۱۳۷۹۔

۳۔ سابقہ حوالہ، ص ۲۱۔

4.130.OEUVRES Completes, vol,24,p,555.

۵۔ ثواقب جہان بخش، مغرب اور اسلام کے تقابلی مطالعہ پر ایک نظر، ص ۳۵۶۔

۶۔ حسن ابراہیم حسن، تاریخ سیاسی اسلام، ج ۱، ص ۲۲۱، ترجمہ ابوالقاسم پائندہ، [بی تا] جاودان، ۱۳۶۲۔

۷۔ ثواقب جہان بخش، اسلام اور مغرب کے تقابلی مطالعہ پر ایک نظر، ص ۳۵۶۔

۸۔ کونستان ویرژیل گیورگیل، محمد وہ پیغمبر جسے پھر سے پہچاننے کی ضرورت، ص ۱۶۰۔ ۱۶۳۔ ترجمہ ذبیح اللہ منصوری، [بی جا]، مجلّہ خواندنی ھا، [بی تا]

ہمائے سعادت سمجھتا ہے؛ جان بر ناس مشہور دین شناس، پیغمبر اسلام ﷺ کو مصلح اجتماعی جانتا ہے؛[۱] توماس کارلائل (۱۷۹۵-۱۸۸۱) انگریز مؤرخ اور مصنف اپنی کتاب "تحقیقات" میں حضرت محمد ﷺ کی حق طلبانہ فریاد کو قلب طبیعت کی سیدھی آواز جانتا ہے؛[۲] اڈوارڈ گیبون (Edward Gibon/۱۷۳۱-۱۷۹۴عیسوی) نامور انگریز مؤرخ کتاب "روم کی بادشاہت کے انحطاط وسقوط کی تاریخ" [ج۵،ص۳۳۵،طبع لندن، سن ۱۸۳۸-۱۸۳۹عیسوی] میں لکھتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ جاذبہ و مقناطیسی صلاحیت، شان و شوکت اور بلند و سرشار نبوغ اور جودت فکر سے بہرہ مند تھے؛[۳] سر گیب ہملٹن (Sir Gibb Hamilton/۱۸۹۵-۱۹۷۱عیسوی) لندن وآکسفورڈ یونیورسٹی کے استاد کا ماننا ہے کہ اسلام خارجی اور بیرونی متمدن دنیا کے اندر ایک اخلاقی قوت وطاقت کے عنوان سے پہچانا گیا؛[۴] پروفیسر ویل ڈورانٹ مشہور امریکی مؤرخ حضرت محمد ﷺ کو تاریخ بشریت کا سب سے عظیم انسان جانتا ہے؛[۵] ژریل کوبل کتاب "پیغمبر اور فرعون" میں پیغمبر اسلامؐ کو انقلاب آفرینوں کے لئے اسوہ اور نمونہ سمجھتا ہے؛[۶] پروفیسر آنہ ماری شیمل معاصر جرمن اسلام شناس کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی اطاعت و پیروی کی بدولت مراقش سے لے کر انڈونیشیاء تک مسلمان یکساں کردار کے حامل نظر آتے ہیں؛[۷] اور دنکان بلاک میکڈونالڈ بھی حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کو چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی مسلمانوں کی تقویت کے لئے ایک غنی اور سرشار منبع اور سرچشمہ شمار کرتا ہے۔[۸]

تنقید(۶): بعض مستشرقین معاصر کی جانب سے قرون وسطی کے یورپی دانشوروں، تجدید نظر طلب گروہ اور شکاکین نو کے آراء و نظریات پر ایک تنقیدی نظر

بیسویں صدی عیسوی کی ابتدائی دہائیوں میں نظر ثانی شدہ زندگی ناموں، سیرتوں اور قرآن کے جدید تراجم پر

۱۔ جان بر ناس، تاریخ جامع ادیان، ص ۴۹۶۔ ترجمہ علی اصغر حکمت، تہران، انتشارات علمی و فرہنگی، [بی تا]
۲۔ جان ڈیون پورٹ، محمد اور قرآن کے حضور عذر تقصیر، ص ۷۵-۷۷۔
۳۔ جان ڈیون پورٹ، محمد اور قرآن کے حضور عذر تقصیر، ص ۱۶-۱۷؛ سید غلام رضا سعیدی، ہمارے پیغمبر کی زندگی کے قصّے، ص ۱۵۶،۱۵۵۔
۴۔ سر ہمیلٹن گیب، اسلام، تاریخی تحقیق، ص ۲۴۔ ترجمہ منوچہر امیری، تہران، نشر علمی و فرہنگی، ۱۳۸۰۔
۵۔ نصر اللہ نیک بین، اسلام مغربی دانشوروں کی نگاہ میں،، ص ۳۸، دورود، سیمان و فارسیت، (بی تا)
۶۔ ژریل کویل، پیامبر و فرعون، ص ۸-۹، ترجمہ حمید احمدی، تہران، کیہان، ۱۳۶۶۔
۷۔ آنہ ماری شیمل، محمد رسول خدا، ص ۹۷، ترجمہ حسن لاہوتی، تہران، شرکت انتشارات علمی و فرہنگی، ۱۳۸۵۔
۸۔ رک: عباس محمود عقاد، اسلام بیسویں صدی میں، ترجمہ حمید رضا آژیر، مشہد، آستان قدس رضوی، ۱۳۶۹۔

مشتمل بہت ساری معذرت خواہانہ کتابیں کئی یورپی زبانوں میں یورپ میں شائع ہوئیں۔ اکثر سیرت نگار اور مترجمین قرآن نے حضرت محمد ﷺ کی قرون وسطائی یورپی منفی تصویر کے بطلان کو ضروری سمجھتے ہوئے ان کے معنوی اعتبار و اہمیت کو محسوس کیا اور انھوں نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ایک جدید، مثبت اور موافق رائے قائم کی اور نیا نظریہ پیش کیا۔

ا۔ حضرت محمد ﷺ کی زندگی اور آپ کی زحمتوں اور حصولیابیوں کی اولین مطلوب قدردانی، ڈاگوٹ وان میکوش (Dagobert von Mikusch/۱۸۷۴-۱۹۵۰عیسوی) کی کتاب "محمد: کامیابی کی غم انگیز داستان" ہے۔ میکوش اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں ایک صاف وروشن اور صریح سوال کرتا ہے کہ: "کس چیز نے ایک شریف مکی تاجر حضرت محمد ﷺ کو جو ایک اصیل خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ایک مالدار عورت سے شادی کے ذریعے وابستہ تھے، برانگیختہ اور مہمیز کیا کہ وہ ملکوت اعلی کی جانب سے ملہم توحید اور یکتا پرستی پر مبنی ایک دین کی تبلیغ کو اپنا حقیقی وظیفہ جانیں"[1] میکوش نے اپنے جواب کا لب لباب کو ئٹے کے ستائش نامہ میں پایا جو حضرت محمدؐ کی ذکاوت اور جودت فکر اور ان کے پیغمبری کے انتخاب کی آواز پر مشتمل تھا اور یہ بات اس کی کتاب میں "Dichtung und Wahrheit" عنوان کے تحت ذکر ہوئی ہے۔ یہاں پر وہ لکھتا ہے کہ: حضرت محمد ﷺ فقط اس احساس میں غرق تھے کہ ان کا وظیفہ ہے کہ پوری بشریت اور عالم انسانیت کو آسمانی پیغام سے جو ان کو اندر سے تحریک اور ہدایت کرتا تھا آگاہ کریں۔ کوئٹے کے مطابق ایسا شدید احساس کہ ان کے اندر جو کچھ بھی ہے اس کو دوسروں تک منتقل کریں، یہ نابغہ لوگوں کی خصوصیت ہے۔ کوئٹے کی اس بات سے میکوش اس نتیجے پر پہونچا کہ قرآن اور اسلام کے دوسرے ابتدائی منابع کے تعلق سے ضروری ہے کہ ایک نئی اور غیر جانبدارانہ نگاہ ان اسلامی منابع پر ڈالی جائے۔ اس نے اس حقیقت تک رسائی حاصل کی تھی کہ حضرت محمد ﷺ کے دین کی کامیابی کا راز اور اس کے نشو و نما اور توسیع و تعمیم کی اصل وجہ وہ کینہ توزی اور دشمنی ہے جو اہل مغرب نے حضرت محمد ﷺ کی نسبت روا رکھی تھی۔ الحاصل حضرت محمد ﷺ کی ذاتی شخصیت ایک انسانی شخصیت ہے جو عفت و پارسائی اور بلند و بالا خالص اخلاقی اصول سے عبارت ہے اور انھوں نے اپنی زندگی کو اپنے

1.Dagobert van Mohammd Tragodie des Erfolgs Leipzig: P aul l IST VERLAG, 1932,Vorwort,pp 7-8

بلند و بالا اہداف و مقاصد کے لئے وقف کر دیا تھا۔[1] بیسویں صدی عیسوی اسلام کے بارے میں اس طرح مغرب میں اکیڈمیک تحقیقات کے مجدّداحیاء اور آغاز کی شاہد تھی؛ایسادور جس میں حضرت محمد ﷺ کی شخصیت علمی اور انتقادی نقطہ ہائے نظر کے ساتھ تنقید و تحقیق کا وسیلہ پائی اور سب اسلام کے ابتدائی اور اوّلین منابع کی صحت و اصالت کی تائید اور اثبات میں کوشاں نظر آئے۔[2]

قابل ذکر ہے کہ ۲۱ویں صدی عیسوی میں مغربی سیرت نگاروں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ آخر کے ۱۵۰ برسوں میں مصنفین اور صاحبان قلم نے اس بات کی انتھک کوشش کی ہے کہ اسلام پر یہودیت اور مسیحیت کی گوناگوں تاثیرات کو حاوی و مسلط کیا جائے۔ان بے نتیجہ کوششوں اور تأملات کے بارے میں پہلے رتبے میں چارلز کاٹلر ٹوری امریکی (Charles Cutlr Torrey / ۱۸۶۳۔۱۹۵۶عیسوی)[3] اور کارل اہرنز آلمانی (Karl Ahrens/ متولد ۱۹۲۴) کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔[4]

۲۔ شوئلر کے مطابق ہمارے وہ تمام علوم جن کا سرچشمہ اور منبع اسلامی ہے، ان کی بنیاد نقل شدہ حوادث و وقائع یا روایات ہیں۔[5] ان نقول کی قطعی اور آخری تصحیح تیسری اور چوتھی صدی ہجری/نویں اور دسویں صدی عیسوی تک وقوع پذیر نہیں ہوئی ؛اسی وجہ سے نقل کے عمل میں ۱۵۰ سے ۲۵۰برس پہلے تک ایسے ایسے مطالب سامنے آئے کہ اس وقت جو آثار ہماری دسترس میں ہیں ابھی تک ان کی تصحیح ہو رہی ہے۔[6]

شوئلر کا یہ عقیدہ ہے کہ عام طور پر یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ہمیشہ سیرۂ ابن اسحاق کے متن کے نیچے پنہاں مضمون کو ان اخبار سے جو اس کی اجازت سے نقل ہوئی ہیں اور اس کے بعد کے جوامع روائی (منجملہ طبری اور ابن ہشام) میں محفوظ ہیں، دوبارہ حاصل کیا جاسکتا ہے؛اور کبھی خود ابن اسحاق کے متن کے مختلف حصوں میں

۱۔آنہ ماری شیمل، محمد رسول خدا، ص ۴۷۹۔

۲۔سابق حوالہ، ص ۴۸۳۔

3. 146.Charles Cutler Torrey , The Jewish foundation of islam ,New Yord 1967.

۴۔ نادر پور نقشبند، ’’رسول اکرم [ﷺ] کی سیرت کے مغربی ماہرین اسلام کا رویہ،۵۰،۱۱؛ معارف، (۱۳۸۶)

۵۔ایک کتبہ کو چھوڑ کر جو ابھی حال فی الحال کشف ہوا ہے اور خلیفہ دوم عمر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(Gregor Sehoeler The Biography of Mohammd ,Nature and Authenticity,p. 2,fn.5)

۶۔Ibid

موجود عبارتوں کی باز آفرینی کی جاسکتی ہے۔ایک مشابہ روش کو اختیار کرتے ہوئے ان اخبار کے تقریبی مضمون کی جن کی بازگشت زہری (متولد ۱۲۴ھ/۷۴۲ عیسوی)[1] یعنی ایک نسل قبل کی طرف ہوتی ہے نیز ان اخبار کے تقریبی مضمون کی بھی جن کی بازگشت عروہ بن زبیر (متولد ۹۴ھ/۷۱۲ عیسوی) یا چند برس بعد کی طرف ہوتی ہے، باز آفرینی کی جاسکتی ہے۔[2] شوئلر کی نگاہ میں باحتمال قوی عروہ سے منسوب اخبار کو معتبر جانا جاسکتا ہے، یعنی وہ اخبار کو جن کی بازگشت حقیقت میں عروہ کی طرف ہوتی ہے انھیں معتبر جانا جاسکتا ہے۔علاوہ برایں، مستقل طور پر عروہ کے شاگرد زہری اور اس کے بیٹے ہشام بن عروہ کے ذریعے منقول اخبار و روایات کے استنباط یا ان کے مضمون تقریبی کی باز آفرینی کو بھی معتبر جانا جاسکتا ہے۔[3] یہ مطلب عروہ کے مجموعہ میں موجود کثیر

۱۔اس بات کی یاد دہانی کرانا ضروری ہے کہ کم سے کم چھ روایت کی اصل موسی بن عقبہ (متولد ۱۴۱ھ/۷۵۸ء) کے طریق سے زہری تک پہونچتی تھی، موسی بن عقبہ کے خطی نسخہ کے باقیماندہ حصے کو جو مجموعا بیس روایت پر مشتمل ہے اور برلن میں موجود ہے بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ نسخہ معمر بن رشید کے طریق سے زہری تک پہونچتا تھا۔کتاب المغازی مصنّف عبد الرزاق والے حصّہ میں ۔ بنابرایں جو کچھ اس وقت ہمارے اختیار میں ہے، سچ مچ وہ روایات ہیں جو زہری تک پہونچتی ہیں۔شاخت کا یہ دعوی کہ ''محال ہے کہ کتاب المغازی کے اصلی مواد کو ہم زہری کے مؤثق اور معتبر اظہارات کو قلمداد کریں، سراسر غلط اور باطل ہے۔کتاب المغازی کے اصلی مواد ان روایات پر مشتمل ہیں جو زہری کی اجازت سے بذریعہ موسی نقل ہوئے ہیں۔ نمونہ تحقیق موتسکی کو بھی اسی پر قیاس کرو کہ جو اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ روایات اور کثیر فقہی اظہارات جو زہری سے منسوب ہیں (دو کتابوں: مؤطا مالک اور مصنف عبد الرزاق میں) حقیقت میں ان کا سرچشمہ وہی ہے، کیونکہ انھوں نے ان تالیفات کو نقل کے مستقل طرق سے ثبت وضبط کیا ہے۔ Ibid ,p.15 fn 181. See J Sehaccht On Musa b ,Uaba ,s Kitab al Magahazi, Acta) Orietalia 21 (1953),288-300,H Motzki, Der Fiqh des-Zuhri:Die(Quellen PAROBLEMATIC *, Islam68(1991) 1-44,trans and rev as Motzki (2010):1 46

2.Gregor Schoeler, The Biography ofMohammad, Nature and Authenticitym P. 15.

۳۔البتہ یہ تنہا [اگرچہ ایک نہایت مطمئن اور فوق العادۃ روش ہے] عروہ کے معتبر مطالب کے شناخت کرنے کی روش ہے۔دوسری روش روایات عروہ کے کامل مجموعہ کی جمع آوری کی مستلزم ہے۔ایسا مجموعہ اصل میں مخدوش مطالب، تحریفات اور جعلیات کے حذف کو آسان بناتا ہے۔ فن اشٹولپ ناگل نے تقریبا پچاس برس پہلے پہلی بار اس کا اقدام کیا؛ عروہ کی تاریخی روایت تک رسائی کے لئے یہ کوشش دوری کی جانب سے اور حال فی الحال مرسی کی جانب سے دیکھنے کو ملی ہے۔بہت سارے قدیم منابع کا انکشاف اور ان کی طباعت جو عروہ کے مطالب کو شامل ہیں اور علمائے گزشتہ [مثلا عبد الرزاق ،ابن ابی شیبہ] کے پاس نہیں تھے، اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ جدید تالیف کی ضرورت ہے۔ایسی تالیف ابھی حال فی الحال منظر عام پر آئی ہے اور زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہے۔

ibid, p, 15, fn,182, see a.a. duri the rise historical writing among the arabs ed, and trans l.i. Conrad introd) f.m. donner Princeton nj, 1983 salwa mursi at tahir bidayat al kitab at tarihiyya inda 1 arab : aawal sura fu k- islam urwa b.az- zubair b al awwam Beirut 1995 cf a gorke and g. schoeler die attesten berichte (unber das leben muhammads : das korpus urwa ibn az zubair Princeton nj 2008.

روایات کے بارے میں بالکل صادق ہے۔[۱]

شوئلر کے مطابق یہ ونز برو، کرونہ، کوک اور ان سے زیادہ کمزور و ناتواں ان کے پیروکاروں کی افراطی شکاکیت کا ایک جواب ہے۔[۶] کتاب "مطالعات قرآنی" میں ونزبرو کے نظریات اور کتاب "ہاجریسم" میں کرونہ اور کوک کے نظریات بھی اسی رجحان کی ایک مثال ہیں جس نے وقتاً فوقتاً انسان پرستی کے زمانے سے اب تک یورپی تاریخ نگاری کے میدان کو فتح کیا ہے۔ارنسٹ برنہائم (Ernst Bernheim/۱۸۵۰۔۱۹۴۲عیسوی) "تاریخی روش شناسی پر ایک مقدمہ" نامی اپنی کتاب میں اس بات کو یوں بیان کرتا ہے: محققین نے تاریخ نگاروں کے درست اور دقیق تنقیدی عمل کے آغاز میں بہت جلد اس بات کو سمجھ لیا کہ ایک ہی روئیداد کے بارے میں ان کے اظہارات اور بیانات غالبا بالکل متناقض ہیں۔انھوں نے یہ سمجھنے کے بجائے کہ حقیقت تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے یا نہیں، یا جن غلطیوں کی نشان دہی ہو چکی ہے ان غلطیوں کو جڑ سے ختم کیا جاسکتا ہے یا نہیں، نقل پر اطمینان نہ ہونے کی وجہ سے یہ طے کر لیا کہ گزشتہ کے بارے میں موثق اطلاعات تک پہونچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور شکّاکیت کے موذی مرض میں مبتلا ہوئے اور افراط کی راہ اختیار کی۔بعض سادہ لوح اور خوش بیں مفکرین سنجیدہ تحقیق کے بجائے کہ کون سی بات صحیح ہے اور کون سی جعلی و خود ساختہ ہے اور یہ معلوم کرنے کے بجائے کہ وہ کون سے حالات ہیں جو تحریف کا پیش خیمہ ثابت ہوئے اور ان حالات کی وضاحت کرنے کے بجائے،اس تجربہ کو تعمیم اور وسعت دی اور شکاکیت سے دو قدم اور آگے بڑھتے ہوئے اس بات کے مدعی ہوئے کہ تاریخ نقل کے تمام ادوار جعلی اور خود ساختہ ہیں اور یہ کام بہت منظّم طریقے سے انجام پایا ہے۔سکّے ان کے نزدیک سب سے زیادہ قابل اعتماد منابع قرار پائے اور اس خاص مبنیٰ پر کہ انھوں نے جیساسوچا ہے ویسا ہی ہوا ہے،تاریخِ دورانِ نقل کی تخلیق اور باز آفرینی کی۔بلا شک و شبہ روایت کا انکار اور آزادانہ طور پر ایک خالی کینوس پر بالکل مختلف ماضی کی تصویر کشی ان محققین کے لئے ایک خاص دلچسپی کا

۱۔نہ فقط تاریخی روایات بلکہ فقہی/عبادی اور تفسیری روایات کے لئے بھی یہ مطالب کے دو گروہ ہیں جن سے ہم اس مجموعے میں روبرو ہیں (ایک عالی اور اور فوق العادۃ فقہی روایت کیلئے جو عروہ کی اجازت سے بتوسط زہری اور ہشام بن عروہ نقل ہوئی ہے ملاحظہ کیجئے: G H A. juynboll) Encyclopaedia of canonical Hadith, leiden 2007,p 645.ینبل معتقد ہے کہ قدیم منابع میں پہلی صدی ہجری کے نصف/ساتویں صدی عیسوی، کی اس کی ڈیٹنگ معقول اور قابل قبول ہے gregor schoeler the biography of mohammad nature anadthd authenticity p , 15. Fn. 183)

موضوع رہی ہے۔[۱]

شوئلر کے مطابق اگر کسی بات پر جان ونزبرو، کرونہ اور کوک کی ملامت و سرزنش کی جا سکتی ہے اور انھیں ہدف تنقید بنایا جاسکتا ہے تو وہ بات "صحیح اور کامل روشِ شناسائی" سے ان کی بے توجہی اور غفلت ہے جس کی بنیاد برنہیم نے رکھی ہے۔[۲]

۳۔ہاراللہ موٹز کی (Harald Motzki/متولد ۱۹۴۷عیسوی) کی نظر میں آج مغرب میں پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت شناسی دوراہے پر کھڑی ہوئی ہے: ایک طرف منابع سیرت کی نقادی کے بغیر پیغمبر اسلام ﷺ کی سوانح حیات تدوین نہیں کر سکتے اور دوسری طرف اسلام کی ابتدائی صدیوں کے منابع اور متون کو ہدف تنقید بنانے کی وجہ سے حضرت محمد ﷺ کی سیرت اور تاریخ زندگی کی تدوین سے عاجز ہیں۔[۳] ایسی صورت میں کیا مغربی محقق کے سامنے اس مشکل سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ موجود ہے؟ ہاراللہ موٹز کی جس کا شمار مغربی محققین حدیث میں ہوتا ہے اس نے ابھی حال فی الحال سیرت کے باب میں مقالات کے ایک مجموعہ کی تصحیح کر کے اسے شائع بھی کیا ہے[۴] وہ اپنی کتاب کے مقدمہ میں اظہار خود بینی کرتا ہے کہ اسلامی منابع کی وثاقت اور اعتبار کے بارے میں سابقہ مغربی محققین کی تردیدیں خود متعدد جہات سے اشکال سے دوچار اور خدشہ پذیر ہیں۔ وہ سابقہ محققین کے کام کے عیوب و نواقص کو اس طرح شمار کرتا ہے:[۵]

الف۔ سیرت پیغمبر ﷺ کے روائی منابع کی تنقید میں منظّم تحقیق کا فقدان۔ مغرب میں سیرت نبوی کے

1.Ibid, p,.16-17

2. Ibid,.p. 17

۳۔ مرتضی کریمی نیا، غرب میں سیرت کی تحقیق: منتخب متون و منابع، ص۱۹۔۔ شایان ذکر ہے کہ متواتر تاریخی روایات اور اطمینان بخش نقول کی قبولیت اور روایات سیرت میں تواتر معنوی اور اجمالی کی موجودگی کے پیش نظر ایسا لگتا ہے کہ رسول گرامی اسلام ﷺ کے بارے میں وارد اخبار و روایات قابل قبول ہیں
۔

۴۔ یہ کتاب ۲۰۰۰ عیسوی میں انتشارات بریل کے زیر اہتمام لایدن ہالینڈ میں چاپ ہوئی ہے۔ اس کتاب کا نام "پیغمبر کی سیرت نگاری میں منابع کی مشکل" ہے یہ کتاب حدیث و سیرت کے شعبے میں مغربی محققین کے چھوٹے بڑے دس مقالات پر مشتمل ہے، جس کی مشرق وسطی کے شعبۂ زبان و ثقافت کی تاسیس کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر اکتوبر ۱۹۹۷عیسوی میں دانشگاہ نا ئمخن ہالینڈ میں رونمائی ہوئی۔ اس کتاب کے کتاب شناسی مشخصات درج ذیل ہیں
:

Herald motzki (ed) the bibliography of Muhammad : the issue of the sources , Leiden: E,J, brill 2000

۵۔ دک: مغرب میں سیرت کی تحقیق: منتخب متون و منابع، ص۲۰۔

پہلے تدوین کرنے والے جس چیز کو اپنی نظر میں بہتر اور مناسب سمجھتے تھے،اسلام کے روائی منابع سے اس کا انتخاب کرتے تھے جبکہ سیرت کے باب میں تنقیدی مطالعہ اور ان نقول اور مختلف روایات کا موازنہ اور ڈیٹنگ اور موازنہ، تاریخی مصادر کے عنوان سے ان سے استفادہ کرنے کی پہلی شرط ہے۔

ب: اسلوب اور روش میں دقّت و تأمل کا فقدان۔ تحقیقاتی روش اور روایات سیرت کی وثاقت کی تحقیق میں اب تک تھوڑی سی بھی دقت نہیں کی گئی ہے۔ متن روایات کے موازنہ کے لئے ظاہراً کوئی معیار موجود نہیں ہے،اور اسناد روایات کی تحلیل بھی آخر کی دہائیوں میں تھوڑی بہت پیشرفت کے باوجود شاذو نادر ہی روایات سیرت کے باپ میں عمل میں آئی ہے۔

ج: منابع کی وثاقت کے باب میں بحث و مباحثہ کا روایات کے مبنیٰ سے ہٹ کر بہت ہی انتزاعی اور تجریدی سطح پر ہونا۔ ان منابع کی وثاقت کے بارے میں مغربی محققین کے شکوک و شبہات بیشتر فقہی روایات کو شامل ہیں۔بعض کا ماننا ہے کہ اس شعبہ کے مجعولات کو روایات سیرت تک وسعت اور تعمیم دی جاسکتی ہے اور کچھ اس بات کی مخالفت کرتے ہیں؛ لیکن کسی نے بھی جزئیاتِ مسئلہ اور خود منابع سیرت کے مبنیٰ پر مفصّل تحقیق نہیں کی ہے۔

د۔ قرآن اور روایات کے درمیان ربط کے بارے میں کلّی اظہار نظر۔ایک تاریخی ماخذ کی حیثیت سے قرآن اور روایات فقہ و سیرت اور تفسیر کے درمیان احتمالی رابطہ کی بحث، کلّی اظہارِ نظر سے آلودہ ہے جو خود بر بنائے مطالعہ خاص اور جزئی نمونوں میں صورت پذیر ہے۔اس وجہ سے ان اظہارات کا اعتبار خود اپنی جگہ پر چوں چرا سے خالی نہیں ہے اور قابل اعتراض ہے۔

ہ۔ قدماء کے دور میں منابع سیرت کے دائرہ کی محدودیت۔ جو کتابیں اب تک پیغمبرؐ کی تاریخ زندگی اور سیرت کی شرح میں لکھی گئی ہیں وہ منابع کے محدود حصّے کو شامل ہیں۔ یہ منابع (واقدی ،ابن سعد ،ابن ہشام اور طبری) صرف اور صرف تیسری صدی ہجری سے تدوین یافتہ سیرت کا روائی مجموعہ ہیں۔ متاخر منابع میں موجود روایات کی ابھی ایک منظّم طریقے سے تحقیق ہوئی ہے لیکن قدیم تر روایات سے ان کا موازنہ نہیں کیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے کچھ تازہ منابع۔ قدیم ہوں کہ متاخر۔ جو حالیہ دہائیوں میں شائع ہوئے ہیں اور محققین کی دسترس

میں آئے ہیں، یہ منابع کہ شائد جن کا نام ہی مغربی محققین کے لئے آشنا رہا ہے، روایات سیرۂ نبوی میں تحقیقی مبنیٰ کو بہت زیادہ تقویت کرتے ہیں اور عین ممکن ہے کہ منابع سیرت کی وثاقت میں کچھ اہم نکات پر روشنی ڈال سکیں۔[1]

مذکورہ بالا پانچ موارد کے پیش نظر، یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر صدر اسلام کی تاریخ کے بارے میں مغربی ماہرین اسلام کی ایک سو پچاس سالہ کوششوں کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ایک سب سے بڑی مشکل جو ہمیشہ ان کی طرف سے ذکر ہوئی ہے، وہ چار اصلی کتابوں یعنی سیرہ ابن ہشام، مغازی واقدی، طبقات ابن سعد اور تاریخ طبری کی وثاقت و اعتبار کا مسئلہ ہے۔اس وثاقت کی نفی کے اصلی دلائل، حضرت محمد ﷺ کی زندگی اور زمان تدوین اور سوانح حیات کی نشر واشاعت کے درمیان کافی طولانی فاصلہ کا ہونا ہے۔(تقریباً ۱۵۰ سے ۲۵۰ برس کا فاصلہ) اور دوسری دلیل، وہ سیاسی۔تاریخی میدان ہے جس میں یہ متون وجود میں آئے ہیں۔(یعنی زمانۂ حکومت بنی عباس)؛ اسی وجہ سے مغربی محققین نے اس طرح استدلال کیا ہے کہ یہ متون حضرت رسول مقبول ﷺ کے تعلق سے رتبہ اوّل کی روایات کو ہمارے سامنے بہت کم پیش کرتے ہیں اور یہ کتابیں زیادہ تر زمانہ تألیف و نگارش کی حاکم فضا اور ماحول کو ہمارے لئے بیان کرتی ہیں کہ اس وقت کون سی فضا حاکم تھی؛ جیسا کہ ہر دور میں حکومت تاریخ نگاری کو اپنے کنٹرول میں رکھتی ہے۔ مغربی ماہرین اسلام نے اسی نقطۂ نظر کو صدر اسلام کی تاریخ کے حوالے سے بھی صادق جانا ہے اور دعوی کیا ہے کہ تمام اسلامی فرق و مذاہب چار و ناچار پیغمبر ﷺ سے استناد کرنے پر مجبور تھے تاکہ اپنے مذاہب کے نقطہ ہائے نظر کی توجیہ کر سکیں۔اسی وجہ سے اس وقت کے مغربی محققینِ تاریخ نے صدر اسلام کے تعلق سے تاریخ نگاری کو میدان جنگ سے تشبیہ دی ہے۔[2] اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ تقریباً پچھلی دو دہائیوں میں اس موضوع پر مبنی مغربی نظریات کی ناکامی کے باعث اور ہائیڈیگر، گڈامر اور ہرمینو ٹکس جیسے مفکرین کے طرفداروں کے نزدیک اس تصور میں سستی آ

۱۔ ہارالڈ موٹزکی کی یہ تحلیل اور تنقید تھوڑی سی تلخیص اور تصرف کے ساتھ "مغرب میں سیرت کی تحقیق" سے مأخوذ ہے: منتخب متون و منابع، ص۲۰۔ہارالڈ موٹزکی کی روش شناسی تحقیقات سے آگاہی کے لئے رک: فروغ پارسا، حدیث مستشرقین کی نگاہ میں۔ہارالڈ موٹزکی کے حدیث شناختی مطالعات کی تحقیق و تحلیل، ص۳۴۹۔۳۶۲، تہران، دانشگاہ الزہرا (س)، ۱۳۸۸۔

۲۔ نادر پور نقشبند "رسول اکرم کی سیرت کے ساتھ مغربی اسلام شناسوں کے سلوک کی کیفیت" ص۱۱-۱۲ منقول از Battlefield of early Islamic historiography (Michael lecker , Waqidis account on the status of the jews of medina in lecker jews and arabs in pre- and early Islamic Arabia aldrshot 1998,.p.27)

جانے اور آخر میں مستشرقین کے اصول کے زوال پذیر ہونے کے سبب مغربی فکر نے ایک کروٹ لی جس کی وجہ سے بعض ماہرین اسلام نے ان جدید فلسفی خطوط کی مدد سے اپنے کام کا آغاز کیا اور ایک جدید نقطۂ نظر کے ساتھ اسلامی متون کی طرف گئے اور اس راہ پر چل کر وہ بکر اور تازہ نتائج تک پہونچے۔ یہ چیز مغرب میں علوم انسانی کے لئے کسی بھی طرح ایک زلزلہ سے کم نہ تھی۔[1]

اکیسویں صدی تک تقریباً تمام غیر اسلامی محققین کا عقیدہ تھا کہ پیغمبر اعظم ﷺ نے ایک جہاں دیدہ تاجر کی حیثیت سے قرآن میں مندرج اطلاعات کو دوسری آسمانی کتابوں اور ان کے پیروکاروں کی گفتگو سے اقتباس کیا اور انھیں جزیرۃ العرب پر حاکم حالات و شرائط کے مطابق ڈھال دیا ہے۔ غیر جانبدار محققین نے حالیہ برسوں میں اس طرح کے نظریات کی مضحکہ خیزی کو بخوبی محسوس کیا ہے۔ کیونکہ قرآن نے اپنے سامعین پر جو گہرے اثرات چھوڑے ہیں اور اب بھی وہ اثرات مرتب ہو رہے ہیں، یہ چیز ان کی مدد سے سازگاری نہیں رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی نئی صدی کے آغاز کے ساتھ محققین کے ایک گروہ نے ثقافتی تبدیلیوں کے بالمقابل صدر اسلام کی تاریخ سے مربوط مادی اور اجتماعی تفسیروں سے فاصلہ بنالیا اور اس حقیقت تک رسائی حاصل کر لی کہ اسلام کی ابتدائی دو دہائیوں کے واقعات اور خود رسول گرامی اسلام ﷺ کو پہلے درجے میں معنوی اور دینی نقطۂ نگاہ سے سمجھنا اور پرکھنا چاہئے۔[2] لڈ وگ امان (Ludwig Amman/۱۸۳۳۔۱۹۱۴عیسوی) اپنی بے نظیر کتاب ”اسلام کی پیدائش، وحی اور تاریخی نوآوری“[3] میں اس بات کے لئے کوشاں ہے کہ تاریخ میں وحی کے کردار کی ایک نئی شکل پیش کرے۔ گذشتہ ماہرین اسلام کے نظریہ کے برخلاف، لڈ ویگ امان کا نظریہ ہے کہ جو تغیر اور تبدیلی حضرت رسول گرامی اسلام ﷺ بدوی عرب سماج میں لائے اور جو دین انہوں نے انسانوں کے سامنے پیش کیا، اس کا محرک نہ اقتصادی و مادی تھا اور نہ سیاسی، بلکہ صرف اور صرف معنوی تھا۔ اس بنیاد پر ویلیم منٹگمری واٹ کی تھیوری کے مطابق نبی اکرمؐ کی بعثت سے پہلے جزیرہ العرب کسی بحران کا شکار نہ تھا جو ہم حضرت محمد ﷺ کی رسالت کو اس بحران کے ایک جواب

۱۔ نادر پور نقشبند، ”رسول اکرم ﷺ کی سیرت کے ساتھ مغربی ماہرین اسلام کے سلوک کی کیفیت“، ص ۱۲

۲۔ سابق حوالہ ص ۱۳

3. Ludwig ammann, die Geburt des islams . historiche innovation durch offenbarung .. Gottingen 2001

کے عنوان سے سمجھیں۔ بلکہ اس کے برعکس وحیِ محمدی نے مدینہ میں اپنے معاصرین کے عقیدہ کو اس درجہ مشتعل کیا کہ ایک دینی انقلاب اور اس کے بعد ایک اجتماعی انقلاب برپا کر دیا۔[1] اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ کہ صدر اسلام کی تاریخ میں تبدیلیوں کے حوالے سے لڈوگ امان نے جو جدید اور نئے نظریات پیش کئے وہ صرف اقتصاد و سیاست کے میدان سے ثقافت و دین کی طرف نگاہ موڑنے کی وجہ سے قابل عمل ہوئے اور س کے تحقق کی زمین پست ماڈرن تھیوریوں نے ہموار کی ہے۔ اگر یہ کہوں کہ مغربی ماہرین اسلام کا رسول اکرم ﷺ کی سیرت کے ساتھ سلوک اور رویہ انیسویں صدی عیسوی سے لے کر آج تک تدریجاً مجادلہ آرائی سے مصالحت جوئی کی طرف مائل ہوا ہے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ اور عین ممکن ہے مغربی مفکرین اور دانشوروں کی سمجھ میں یہ بات آگئی ہو کہ دینی و مذہبی اور نظریاتی تعصب سے تحقیقی محصولات خام اور ناپختہ رہتے ہیں۔

مآخذ و منابع کی فہرست

الف: فارسی اور عربی کتابیں اور مقالات

قرآن حکیم، ترجمہ ناصر مکارم شیرازی، قم: اسوہ، ۱۳۹۲

آرمسٹرانگ، کارن، زندگی نامہ پیامبر اسلامؐ، ترجمہ کیانوش حشمتی، تہران، حکمت، ۱۳۸۳

استادی، رضا، آشنایی با تفاسیر، عدم تحریف قرآن و چند بحث قرآنی، تہران، نشر قدس، ۱۳۸۳

بدوی، عبدالرحمٰن، موسوعہ المستشرقین، بیروت، دار العلم للملائین، ۱۹۹۳ء

برناس، جان، تاریخ جامع ادیان، ترجمہ علی اصغر حکمت، تہران، انتشارات علمی و فرہنگی، (بی تا)

پارسا، فروغ، حدیث در نگاہ خاور شناسان. بررسی و تحلیل مطالعات حدیث شناسی ہارالد موتسکی، تہران، زہرا (س) یونیورسٹی، ۱۳۸۸

پورٹ، جان دیون، عذر تقصیر بہ پیشگاہ محمد و قرآن، ترجمہ سید غلامرضا سعیدی، قم و تہران، دار التبلیغ اسلامی، (بی تا)

پور نقشبند، نادر، نحوہ برخورد اسلام شناسان عرب با سیرہ رسول اکرمؐ، معارف، ۵۰ (۱۳۸۶)

ثواقب، جہان بخش، نگرشی بر رویارویی غرب با اسلام، قم، دفتر تبلیغات اسلامی، ۱۳۷۹

جوادی آملی، عبداللہ، نزاھت قرآن از تحریف تحقیق علی نصیری قم، مرکز نشر اسراء ۱۳۸۹

جوادی آملی، عبداللہ، وحی در قرآن، قم، مرکز نشر اسراء، ۱۳۸۱

جوان آراستہ، حسین، درسنامہ علوم قرآنی، سطح ۲، قم، بوستان کتاب، ۱۳۷۷

حسن، حسن ابراہیم، تاریخ، سیاسی اسلام، ترجمہ ابوالقاسم پائندہ (بی جا)، جاویدان، ۱۳۶۲

۱۔ نادر پور نقشبند "رسول اکرم ﷺ کی سیرت کے تئیں مغربی اسلام شناسوں کے سلوک کی کیفیت"، ص ۱۳۔ منقول از ۸۳- ibid ،p79 .

حسن زادہ آملی، حسن و عبد العلی محمدی شاہرودی، قرآن ہرگز تحریف نشدہ، قم، قیام، ۱۳۷۶
حسینی میلانی، سید علی، التحقیق فی نفی التحریف عن القرآن، قم، مرکز حقائق الاسلامیہ، ۱۴۲۶ھ
خمینی، روح اللہ، قرآن کتاب ہدایت از دیدگاہ امام خمینیؒ، تہران مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینیؒ، ۱۳۸۵
خوئی، سید ابو القاسم، البیان فی تفسیر القرآن، قم، مؤسسہ احیای آثار الامام الخوئی ۱۴۱۳ھ
دریایی، محمد رسول، پیامبر موعود در تورات و انجیل، تہران، انتشارات امام مہدی، ۱۳۷۶
رحمتی، محمد کاظم "پژوہش ہای شیرہ در مطالعات اسلامی با تکیہ پر مکتب بیت المقدس، کتاب ماہ تاریخ و جغرافیہ، ۶۱، (۱۳۸۱)
رضایی اصفہانی، محمد علی، منطق تفسیر قرآن (۱) قم، جامعۃ المصطفی العالمیہ، ۱۳۸۷
رپیپین، آندرو، تحلیل ادبی قرآن، تفسیر و سیرت ، جان ونزبرو کی روش شناسی پر ایک نظر، (ترجمہ مرتضی کریمی نیا) قرآنی تحقیقات کا فصلنامہ، ۲۳-۲۴ (۱۳۷۹)
سایکس، سرپرستی، تاریخ ایران، ترجمہ سید محمد تقی فخر داعی گیلانی، تہران، دنیائے کتاب، ۱۳۷۷
سبحانی، جعفر، الھیات و معارف اسلامی، قم، مؤسسہ امام صادق (ع)، ۱۳۷۶
سحاب، فکتور، ایلاف قریش، بیروت: المرکز الثقافی العربی، ۱۹۹۲ء
سعیدی، سید غلام رضا، داستان ہایی از زندگی پیامبر ما، قم، دفتر تبلیغات اسلامی، ۱۳۷۳
شریعتی سبزواری، محمد باقر، وحی و نبوت در نگاہ عقل و دین، قم، بوستان کتاب، ۱۳۸۸
شیمل، آنہ ماری، محمد رسول خدا، ترجمہ حسن لاہوتی، تہران، شرکت انتشارات علمی فرہنگی، ۱۳۸۵
شیبنی میرزا، سہیلا، خاور شناسی و حدیث علوم حدیث، ۳۹، (۱۳۸۵)
صبری، خلیل اللہ، طبقات آیات، تہران، امیر کبیر، ۱۳۴۴
طاہری خرم آبادی، سید حسن، عدم تحریف قرآن، قم، بوستان کتاب، ۱۳۸۵
طباطبایی، سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، قم، مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان، ۱۴۱۲ھ
طبرسی، ابو علی فضل بن حسن، مجمع البیان لعلوم القرآن، طہران، مؤسسہ الہدی للنشر والتوزیع، ۱۴۱۷ھ
غروی نائینی، نہلہ، تاریخ حدیث شیعہ (تا قرن پنجم)، قم، شیعہ شناسی، ۱۳۸۶
کوپل، ژیل، پیامبر و فرعون، ترجمہ حمید احمدی، تہران، کیہان، ۱۳۶۶
کریمی نیا (مدوّن اور مصحّح)، مرتضی، سیرہ پژوہشی در غرب؛ منتخب متون و منابع، تہران، مجمع جہانی تقریب مذاہب اسلامی، ۱۳۸۶
کریمی نیا، مرتضی، سیرہ نگاری پیامبر اسلام در غرب، آئینۂ تحقیق، ۶۸ (۱۳۸۰)
کریمی نیا، مرتضی، سیری اجمالی در سیرہ نگاری پیامبر اسلامؐ در غرب، کتاب ماہ دین، ۱۱۰-۱۱۳، (۱۳۸۵)
کورن، ج۔و۔ی۔د۔نوو، رویکردھای روشنمندیہ مطالعات اسلامی، ترجمہ شادی نفیسی آئینۂ تحقیق ۱۱۴، (۱۳۸۷)

گیب، سر ہمیلٹن، اسلام، بررسی تاریخی، ترجمہ منوچہر امیری، تہران، نشر علمی و فرہنگی، ۱۳۸۰

گیور گیو، کونستان ویرژیل، محمد ﷺ پیغمبری کہ از نو باید شناخت، ترجمہ، ذبیح اللہ منصوری، (بی جا)، مجلّہ خواندنی ھا، (بی تا)

مصباح، محمد تقی، آموزش عقاید، تہران، سازمان تبلیغات اسلامی، شرکت چاپ و نشر بین الملل، ۱۳۷۷

مصطفی، شاکر، التاریخ العربی والمورخون، بیروت، دار العلم للملایین، ۱۹۸۳ء

معارف، مجید، تاریخ عمومی حدیث، با رویکرد تحلیلی تہران، کویر، ۱۳۸۸

معرفت، محمد ہادی، تاریخ قرآن، تہران، سمت، ۱۳۷۵

معرفت، محمد ہادی، صیانۃ القرآن من التحریف، تہران، وزارت امور خارجہ، ۱۳۷۹

معرفت، محمد ہادی، نقد شبہات پیرامون قرآن کریم، ترجمہ حسن حکیم باشی اور دیگر حضرات۔ تمہید، ۱۳۸۸

مکارم شیرازی، ناصر و معاونین، پیغام قرآن، تہران، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۷۷

مکارم شیرازی ناصر و ہمکاران، تفسیر نمونہ، تہران، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۸۷

موٹزکی، ہارالڈ، زندگی نامہ حضرت محمد ﷺ؛ بررسی منابع، ترجمہ محمد تقی اکبری و عبداللہ عظیمائی، مشہد، بنیاد تحقیقات اسلامی ۱۳۸۶

مؤدب، سید رضا، تاریخ حدیث، قم، مرکز جہانی علوم اسلامی، ۱۳۸۴

مؤدب سید رضا، مبانی تفسیر قرآن، قم، دانشگاہ قم ۱۳۸۸

میر محمدی زرندی، سید ابو الفضل، تاریخ و علوم قرآن، قم، دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم، ۱۳۷۷

نجار زادگان (محمدی)، فتح اللہ، سلامۃ القرآن من التحریف، تہران، پیغام آزادی، ۱۳۷۸

نیک بین، نصر اللہ، اسلام از دیدگاہ دانشمندان غرب، دو رود: سیمان و وفا رسیت، (بی تا)

ب: انگریزی کتب و مقالات

-g. h, juynboll,encyclopaedia of canonical hadith leiden, 2007

- g levi della vida , sira in encyclopaedia of islam 2nd edition leiden : e ,j, brill , 1934.

-gregor schoeler the biography of Muhammad ,nature and authenticity translated by uwe vagelpohl , edited by james e , Montgomery , Routledge , 2011.

- gregor schoeler , the oral and the written in early isalm ,trans. U, vagelpohl,ed. J, Montgomery London & new york , 2006.

-harald motzki (ed) , the Bibliography of Muhammad : the issue of the sources ,Leiden : e .j, brill ,2000.

Joseph Schacht , the origins of Muhammadan Jurisprudence oxford clarendom press ,

1950.

-Michael lecker , waqidis account on the status of the jews of medina m in lecker jews and arabs in pre and early isalmic Arabia aldershot ,1998

-Uri Rubin introduction the prophet Muhammad and the islmaic sources .

w. Montgomery watt. The reliability of ibn ishaq s sources la vie du prophete Mahomet , colloque de Strasbourg (October 1980) paris ,1983.

-w. Montgomery watt, Muhammad at mecca oxford clarendon press ,1953.

- w . Montgomery watt , Muhammad at medina oxford clarendon press, 1956.

- a.a. duri al — zuhri a study on the beginning of history writing in islam , bsoas,six, (1957) .

e.g.r. serjeant, review of wansbrough quranic studies j . royal as. Soc, 1978.

- joseph Schacht on musa b. uaba's kitab al magazi , acta orientalia ,21 (1953) .

-joseph Schacht a revaluation of islam tradition journal of the royal asiantic society 49(1949).

-p. crone ,serjeant and meccan trade ,Arabica 39(1992) Richard w. bulliet , book .review international journal of Islamic and Arabic studies 4(2) 1987.

Uri Rubin , meccan trade and quranic exegesis (quran 2: 198) bsoas,53(1990).

w.m.watt. the reliability of ibn- ishaq 's sources in fahd (1983) .

- y.d. nevo and j. koren, methodological approaches to Islamic studies " der isla .